2363

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،15۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود، بیت المال وترقی خواتین)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

علیحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤنوٹسز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون نجکاری بورڈ پنجاب 2010(مسودہ قانون نمبر10 بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون نجکاری بورڈ پنجاب 2010، جیسا کہ مجلس قائمہ برائے کالونیز نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون نجکاری بورڈ پنجاب 2010 منظور کیا جائے۔

2۔ پانی کے مسئلے پر عام بحث

2365

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

سوموار،15۔فروری2010

(یوم الاثنین،30۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر ایک منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باالله من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَلَقَدۡ كَتَبۡنَا فِي ٱلزَّبُورِ
مِنۢ بَعۡدِ ٱلذِّكۡرِ أَنَّ ٱلۡأَرۡضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ ٱلصَّٰلِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي
هَٰذَا لَبَلَٰغٗا لِّقَوۡمٍ عَٰبِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةٗ لِّلۡعَٰلَمِينَ ﴿١٠٧﴾

سُوۡرَۃُ الأنبیاء آیات 105تا107

اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکوکار بندے ملک کے وارث ہوں گے(105)عبادت کرنے والے لوگوں کے لئے اس میں (اللہ کے حکموں کی) تبلیغ ہے(106)اور (اے محمد ﷺ)ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے(107)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دنیا ہے اک دشت تو گلزار آپ ہیں
اس تیرگی میں مطلع انوار آپ ہیں
مجھ کو کسی سے حاجت چارہ گری نہیں
ہر غم مجھے عزیز کہ غم خوار آپ ہیں
ہو لاکھ آفتاب قیامت کی دھوپ تیز
میرے لئے تو سایہ دیوار آپ ہیں
یہ فخر کم نہیں کہ میں ہوں جس کی گرد راہ
اس قافلے کے قافلہ سالار آپ ہیں
دنیا ہے اک دشت تو گلزار آپ ہیں
ہر غم مجھے عزیز کہ غم خوار آپ ہیں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔مجھے بات کرنے دیں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کل کی نعت میں لفظ لجپال پر اعتراض کیا گیا۔ وہ لجپال ہیں اور قیامت کے روز وہی بخشوائیں گے۔ آپ نے اس پر جو کمیٹی بنائی ہے وہ تو پہلے بھی نعت کی مخالفت کرتے تھے۔اگر آپ نے کمیٹی بنانی ہی ہے تو اس میں وہ ممبران شامل کئے جائیں جو حضور پاک ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بات نہیں ہے۔سب محبت کرتے ہیں۔کوئی ایسا نہیں جو محبت نہ کرتا ہو۔

چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ کمیٹی تبدیل کریں یا ختم کر دیں۔یہ ہمارے مذہبی جذبات کا معاملہ ہے، اس پر کوئی compromise نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات۔۔۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔ہندلی صاحب نے جو بات کی ہے اس پر فوری نوٹس لیں، یہ بڑا serious issue ہے۔اس پر جو کمیٹی بنائی گئی ہے اس میں ان لوگوں کو نہیں ہونا چاہئے جنہوں نے نعت پڑھنے کی مخالفت کی تھی۔

جناب سپیکر: چلیں، بعد میں دیکھ لیتے ہیں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ): آپ یہ کمیٹی تبدیل کر دیں یا پھر ختم کر دیں۔

جناب سپیکر: ختم نہ کرائیں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): آپ نے جن کو اس کمیٹی میں شامل کیا ہے وہ تو پہلے بھی مخالفت کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس وقت ادھر House میں نہیں تھے؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! جب آپ نے یہ کمیٹی بنائی تھی ہم اس وقت House میں نہیں تھے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آپ نے اس معاملے میں سب سے پہلے 13 بندوں کی ایک کمیٹی بنائی تھی۔ میں صرف یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ حضرت محمد ﷺ کے نام پر اس بات کے لئے یہاں کمیٹیاں بنتی رہیں کہ یہاں ان کی تعریف کی جائے یا نہ کی جائے۔ میں اس پر شدید احتجاج کروں گا۔ خدارا حضرت محمد ﷺ کے نام کو کسی کمیٹی میں مت کھینچیں۔ یہ کمیٹی ختم کریں اور پہلے جس طرح آپ کی اسمبلی نے فیصلہ کیا ہے اسے impose کریں، یہ کسی اور نے فیصلہ نہیں کیا بلکہ آپ کی اسمبلی نے کیا ہے۔ یہ ایک مذہبی بات ہے۔ ہمارے دین کی بات ہے۔ اس کو مت چھیڑیں۔ یہ issue چنگاری ہے اور بہت بڑا بھانبڑ بن جائے گا۔ خدارا اسے مت چھیڑیں۔

جناب سپیکر: جی، ہم اس کا جائزہ لے رہے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: آپ یہ کمیٹی ختم کر دیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! کوئی طریق کار ہوتا ہے۔ میں آپ کو بلاؤں گا اور بیٹھ کر اس پر بات کریں گے پھر جس طرح آپ کہیں گے اسی طرح ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس بارے میں میری submission بھی لے لیجئے۔

جناب سپیکر: یہ ساری بات تو ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں ہندلی صاحب کی بات کو second کروں گی۔

جناب سپیکر: سب نے کیا ہے۔ اس میں کوئی نئی بات نہیں اور کسی کو بھی اس بات پر اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بھی بلاؤں گا اور ان کو بھی بلاؤں گا۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! آپ یہ کمیٹی ختم کر دیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

پوائنٹ آف آرڈر

ججوں کی ترقی سے متعلق جناب صدر کا آئینی فیصلہ

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ججوں کی ترقی کے معاملے پر صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب کے پاس ایک فائل گئی اور انہوں نے اس پر بطور صدر ایک آئینی فیصلہ کیا کہ جو سینئر جج ہے وہ سپریم کورٹ میں جائے۔پہلے پوری قوم یہ مطالبہ کرتی تھی کہ سنیارٹی کو دیکھا جائے تو انہوں نے سنیارٹی کو ہی مد نظر رکھتے ہوئے میرٹ پر فیصلہ کیا۔اس کے بعد سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس پر notice لیا اور اب انہوں نے حکومت کو 18- فروری کو بلایا ہے۔ اس بارے میں سپریم کورٹ کا جو بھی فیصلہ آئے گا حکومت اسے تسلیم کرے گی۔ہم یہ سمجھتے ہیں اور حکومت کی یہ opinion ہے کہ آئینی طور پر اور میرٹ کے حساب سے یہ فیصلہ درست ہے لیکن اس کے باوجود بھی ہمارا موٴقف سننے کے بعد عدالت جو بھی فیصلہ دے گی ہم اسے قبول کریں گے۔

جناب سپیکر! صدر صاحب کے بڑے بھائی میاں نواز شریف صاحب نے کل ایک پریس کانفرنس کی جس میں انہوں نے کچھ ایسے الفاظ کہے جس وجہ سے کارکنوں میں اشتعال آیا لیکن صدر صاحب نے رات کو سخت ہدایات جاری کیں کہ کوئی کارکن اس بارے میں بات نہ کرے اور یہاں میں اس House میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اداروں میں ٹکراؤ ہوگا نہ ہی اس ملک میں کوئی ایمر جنسی لگے گی۔ہم جمہوریت کے لئے مفاہمت کی سیاست جاری رکھیں گے، ہم اس ملک اور عوام کے لئے مفاہمت کی سیاست، جمہوریت کو کامیاب کرنے کی سیاست، جمہوریت کی مضبوطی کی سیاست اور اس ملک میں جمہوری اداروں کی مضبوطی کی سیاست جاری رکھیں گے، جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب میں

مفاہمت کی یہ سیاست ختم ہو جائے تو ان کی خواہش پوری نہیں ہو گی اور انشاءاللہ یہ مفاہمت کی سیاست ختم نہیں ہو گی۔اس ملک میں جمہوریت مضبوط ہو گی اور پھلے پھولے گی۔بہت مہربانی، شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No please اب کسی طرف سے بھی اس پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔رانا صاحب بول رہے ہیں ان کے بعد کسی کو بھی allow نہیں کروں گا۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: No پلیز آپ تشریف رکھیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں پھر بائیکاٹ کر کے چلا جاتا ہوں چونکہ میں جب بھی ٹائم مانگتا ہوں آپ نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: حضور! آپ معاملے کی پیچیدگی سمجھیں اور تشریف رکھیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! رانا صاحب کی بات کے بعد آپ مجھے ٹائم دے دیجئے گا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب نے جو بات کی ہے اس حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح راجہ ریاض صاحب یا صدر پاکستان، آصف علی زرداری صاحب کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جو بھی فیصلہ کریں اس فیصلے کو defend کریں اور اس بات کو establish کرنے یا court کے سامنے پیش کرنے کی اپنی کوشش کریں کہ ان کا فیصلہ merit پر ہے، درست ہے یا آئین کے مطابق ہے اسی طرح سے میاں محمد نواز شریف کو ایک بڑی پارٹی کے قائد ہونے کے ناتے یہ حق حاصل ہے کہ وہ بھی اس بارے میں اپنا version یا اپنا مؤقف پیش کریں۔میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اندر اتنے جمہوری رویے، جمہوریت سے اتنا لگاؤ اور برداشت کا مادہ ہونا چاہئے کہ جب ہم اپنے آپ کو یہ سمجھیں کہ ہم درست کہہ رہے ہیں تو اسی طرح جب کوئی دوسرا leader یا کوئی دوسرا قائد اپنا مؤقف بیان کرے تو اسے بھی ہمیں اسی حوصلے سے

برداشت کرنا چاہئے۔ میں اس بات کو on the floor of the House واضح طور پر کہتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت نے کل کے واقعات کی بنیاد پر ہونے والے احتجاج کے بارے میں پورے ملک اور صوبہ پنجاب میں اپنے لوگوں اور کارکنوں سے request کی ہے کہ وہ تحمل سے رہیں۔ جن لوگوں کے دل ان واقعات سے دکھی ہوئے ہیں ہم نے ان سے request کی ہے اور یہ بات حکماً بھی کہی ہے کہ ہم نے قطعی طور پر ایک نامناسب بات کا جواب نامناسب انداز سے نہیں دینا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تاہم میں سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب جو کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے پنجاب میں پارلیمانی لیڈر بھی ہیں کی اس بات کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ انھوں نے جو یہ کہا کہ 18 تاریخ کو سپریم کورٹ میں اس معاملے کے بارے میں hearing ہو رہی ہے اور سپریم کورٹ جو بھی فیصلہ کرے گی اس فیصلے کو وفاقی حکومت اور پاکستان پیپلز پارٹی تسلیم کرے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی عدلیہ کی آزادی اور جمہوریت کی فتح کی بات ہے کہ متعلقہ forum، سپریم کورٹ آئین کی تشریح سے متعلق جو فیصلہ کرے اس کو تسلیم کیا جائے۔ اسی کے ساتھ میں اپنی جماعت کی طرف سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) اور اس کی قیادت آئین کی بالادستی کے لئے، جمہوریت اور اس system کی بقا کے لئے، اس system کی existence کے لئے اپنا بھرپور کردار کرتی رہے گی اور جو coalition partners ہمارے ساتھ ہیں ان کو بالکل ہم ساتھ لے کر چلنے کو تیار ہیں لیکن جمہوری رویوں، آئین میں دی گئی آزادیوں خواہ وہ عدلیہ کی آزادی ہو یا دوسرے معاملات ہوں ان کی قیمت پر نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کے جو درخشاں اصول ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے اور جو عدلیہ کی آزادی ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اپنے تمام coalition partners اور تمام دوسری جماعتوں کو ساتھ لے کر چلنے کے لئے تیار ہیں۔ میں اس موقع پر یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ وہ معاہدے جو اپوزیشن میں بیٹھ کر پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی نے کئے تھے، محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے کئے تھے ان پر جتنی جلد عمل ہو گا، جتنی جلد ہم ان چیزوں کو اس ملک کے آئین کا حصہ بنائیں گے اور وہ status quo جو آمریت کے دور میں آٹھ، نو سال چلتا رہا اس کو جتنی جلد ہم ختم کریں گے اتنا ہی ملک و قوم کے لئے بہتر ہو گا۔ یہ چھوٹے موٹے معاملات جو کبھی نہ کبھی، کسی نہ کسی طرح سے آگے

آتے رہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا ایک بہتر حل یہی ہے کہ ہم اس طرف قدم بڑھائیں، ان نعروں کو یاد کریں، ان باتوں کو یاد کریں جو ہم پانچ سال تک یہاں پر بیٹھ کر کرتے رہے ہیں، ہم نے ان پر عملدرآمد کرنے کے لئے اپنی قوم سے وعدہ کیا ہے اور ہمارے منشور میں بھی یہ درج ہیں۔ مجھے امید ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی ان چیزوں کا احترام کرے گی اور اس میں مزید دیر نہیں کرے گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! اس حوالے سے میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر آپ اسی حوالے سے بات کریں گے تو وہ سنی نہیں جائے گی کیونکہ آپ کے لیڈر صاحبان نے مکمل طور پر بات کر لی ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں بھی الیکشن لڑ کر آیا ہوں۔ مجھے بھی اپنا مؤقف پیش کرنے کا حق حاصل ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے محترم راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ 18 تاریخ کو جو فیصلہ ہو گا اس کو تسلیم کیا جائے گا۔ انہوں نے بڑی اچھی بات کہی ہے۔ ہم اس کو appreciate کرتے ہیں لیکن meanwhile یہ Judges کو گالیاں نکالنا اور جو کچھ ان کے ورکرز کر رہے ہیں اس کو بھی بند کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ Judges کی promotion نہیں ہوتی بلکہ ان کی elevation ہوتی ہے۔ آرٹیکل 177 اور آرٹیکل 193 کے تحت ان کی elevation ہوتی ہے جس کے تحت چیف جسٹس پاکستان اور چیف جسٹس concerned ہائی کورٹ کی consultation لازمی ہے۔ جس کو مدنظر نہ رکھ کر انہوں نے صریحاً آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے عدلیہ کو تقسیم کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بات میں ذاتی طور پر کہہ رہا ہوں۔ پارٹی کے لحاظ سے نہیں، میں ایک وکیل ہوں اور میں اپنی وکالت کے پیشے کے اعتبار سے سمجھتا ہوں کہ اپنے جذبات کو اس House کی وساطت سے عوام تک پہنچاؤں۔ یہ میرا حق اور فرض ہے۔ یہ ہماری بڑی خوش قسمتی ہے کہ ہم نے ایک آزاد عدلیہ کا خواب دیکھا، جمہوریت، rule of law اور قانون کی حکمرانی کا جو خواب دیکھا تھا وہ ابھی پورا ہونا باقی ہے۔ اصل میں یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کوشش کی جا رہی ہے کہ عدلیہ کو آزاد نہ ہونے دیا جائے۔

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود، ترقی خواتین اور بیت المال)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: مہربانی، میرے خیال میں آپ بھی عقل مندی کا ثبوت دیں اور اب تشریف رکھیں۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات سماجی بہبود، ترقی خواتین اور بیت المال سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 487، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 487 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بیت المال سے امداد کے طریق کار کو آسان بنانے کے ضمن میں اٹھائے گئے اقدامات

*487: **راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

بیت المال سے عام لوگوں کی امداد اور مریضوں کو علاج کے لئے امداد دینے کے طریق کار کو آسان بنانے کے ضمن میں موجودہ حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

1۔ پنجاب بیت المال سے نادار، مستحق لوگوں کی مالی امداد کا طریقہ نہایت آسان ہے۔عام لوگوں کے لئے مالی امداد پہلے آؤ پہلے پاؤ کے اصول پر دی جاتی ہے درخواست دہندہ مجوزہ فارم پر اپنی درخواست متعلقہ ضلعی بیت المال کمیٹی کو جمع کرواتا ہے۔ضلعی بیت المال کمیٹی اپنے اجلاس میں ممبر ضلعی بیت المال کمیٹی سے اس کے کوائف کی چھان بین / سفارش کے بعد اس کی امداد کو منظور / نامنظور کرنے کا فیصلہ کرنے کے بعد منظور شدہ درخواست دہندہ کو چیک جاری کر دیتی ہے۔

2۔ ضلعی بیت المال کمیٹی غریب، نادار مریضوں کو گورنمنٹ ہسپتال / فلاحی ادارہ جات کے ہسپتال میں موجود انجمن بہبودی مریضاں کی وساطت سے مالی امداد مہیا کرتی ہے یہ امداد

براہ راست مریض کو دینے کے بجائے انجمن یا ہسپتال کو دی جاتی ہے۔اس کے علاوہ تشدد کا شکار خواتین کی پلاسٹک سرجری اور گونگے بہرے بچوں کو آلہ سماعت کے لئے اسی مجوزہ طریق کار کے مطابق مالی امداد مہیا کی جاتی ہے۔تاکہ وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!سوال میں یہ پوچھا گیا تھا کہ بیت المال نے غریب، مسکین اور مستحق لوگوں کی مالی امداد کے لئے کیا طریق کار بنایا ہوا ہے؟اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ عام لوگوں کی مالی امداد کے لئے جو طریق کار ہے اس کے مطابق "پہلے آؤ پہلے پاؤ"کی بنیاد پر پیسے دیئے جاتے ہیں۔میرا وزیر صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ بیت المال کا تصور یہ ہے کہ غریب لوگوں کی بچیوں کی شادی کے لئے فنڈز دیئے جاتے ہیں یا وہ غریب مریض جو کہ اپنا علاج کروانے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کو علاج کے لئے پیسے دیئے جاتے ہیں۔انہوں نے جو یہ بتایا ہے کہ "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کے اصول کے تحت امداد دی جاتی ہے تو کیا یہاں پر کوئی اس طرح کا طریق کار نہیں ہے کہ کون کتنا ضرورت مند ہے تاکہ اسے پہلے امداد دی جائے منسٹر صاحب!ذرا"پہلے آؤ پہلے پاؤ" کی وضاحت فرما دیں؟

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!معزز ممبر "پہلے آؤ پہلے پاؤ"کا طریق کار پوچھ رہے ہیں۔اگر کوئی انتہائی ضرورت مند ہے، جس کی امداد کرنا ناگزیر ہو تو کیا اس کو آپ accommodate کر سکتے ہیں؟

وزیر بیت المال(حاجی احسان الدین قریشی):جناب سپیکر!اصل میں ضلعی زکوۃ کمیٹی کے پاس ایک مخصوص فنڈ ہوتا ہے اس لئے اگر درخواستیں زیادہ آجائیں تو پھر "پہلے آؤ پہلے پاؤ"کی پالیسی پر عمل کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ ضلعی زکوۃ کمیٹی درخواست دہندہ کو چیک کرتی ہے،اس کے معاملات کو دیکھتی ہے کہ آیا یہ بندہ deserve کرتا ہے تو پھر اس کی سفارش پر بھی فنڈز دے دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی، شکریہ۔میرے خیال میں اس پر مزید دو ضمنی سوال ہو سکیں گے،اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دی جائے گی کیونکہ سوالات کافی زیادہ ہیں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!محکمہ کی طرف سے جز(ب)میں جواب دیا گیا ہے کہ "ہسپتالوں میں نادار مریضوں، تشدد کا شکار ہونے والی خواتین کی مالی امداد کرتے ہیں۔"اس میں انہوں نے بتایا ہے

کہ سفارش بھی کی جاتی ہے، کوائف بھی جمع کئے جاتے ہیں اور چھان بین بھی کی جاتی ہے جبکہ یہاں جواب میں بتایا گیا ہے کہ 2008-09 میں کسی بھی مد میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔ سرکاری گاڑیوں کی مرمت/پٹرول پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی ہے۔ کسی سٹاف کو کوئی تنخواہ نہیں دی گئی تو پھر یہ چھان بین کس طرح کرتے ہیں، یہ کس طرح کوائف کی پڑتال کرتے ہیں جبکہ جواب میں کہہ رہے ہیں کہ کسی گاڑی پر کوئی خرچ آیا اور نہ کوئی تنخواہ دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب ابھی آپ کی اس بارے میں تسلی کرواتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ سوال تو ابھی take up ہی نہیں ہوا جس پر میرے محترم بھائی ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں۔ یہ تو اگلا سوال ہے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! جب ضلعی بیت المال کی کمیٹی موجود ہی نہیں ہے تو پھر وہ چھان بین کیسے کرتی ہے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! چونکہ ضلعی کمیٹیاں نہیں ہیں تو اس لئے چھان بین بھی نہیں ہو رہی اور فنڈز بھی تقسیم نہیں ہو رہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر پنجاب میں یہ فنڈز نہیں دیئے جا رہے تو غریبوں کو یہ فنڈز دینے کا کب تک پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ کب تک فنڈز دینا شروع کر دیں گے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ضلعی بیت المال کمیٹیوں کے پاس فنڈز موجود ہیں لیکن چونکہ وہ functional نہیں ہیں اس لئے وہ فنڈز استعمال نہیں ہو رہے۔

جناب سپیکر: Next Question جناب محمد نوید انجم!

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 2787۔

ضلع لاہور کو پنجاب بیت المال کی طرف سے رقم کی وصولی کی تفصیلات

*2787: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور کو بیت المال پنجاب کی طرف سے مالی سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ موصول ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم لاہور میں غرباء میں تقسیم کی گئی؟

(ج) کتنی رقم لاہور کے دفاتر کی تزئین و آرائش پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم مذکورہ دفاتر کی سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سٹاف کی تنخواہوں پر خرچ ہوئی؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع لاہور کی چار کمیٹیوں کو پنجاب بیت المال کی طرف سے سال08-2007 میں مبلغ -/11,341,552روپے اور سال09-2008 کے دوران مبلغ -/16,563,396 روپے کی رقم وصول ہوئی۔اس طرح دو سالوں کے دوران کل رقم -/27904948روپے وصول ہوئی۔

(ب) ان سالوں کے دوران-/32,665,800روپے کی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

	رضاکار ادارہ جات	مالی امداد	قرضہ	تعلیمی وظائف	شادی امداد	طبی امداد	کل رقم
لاہور سٹی	-	4,122,000/-	-	4,21,000/-	361,000/-	-	4,904,000/-
لاہور ماڈل ٹاؤن	-	11,735,000/-	-	478,000/-	520,000/-	-	1,273,300/-
لاہور صدر	-	417,000/-	-	730,800/-	200,000/-	70,000/-	1,417,800/-
لاہور کینٹ	-	10,728,000/-	-	898,000/-	1,985,000/-	-	1,361,1000/-
کل رقم	-	27,002,2000/-	-	2,527,800/-	3,066,000/-	70,000/-	3,266,5800/-

ان کمیٹیوں کے پاس پہلے سے موجود رقوم بھی ان میں شامل کر کے امداد جاری کی گئی۔ سال09-2008 میں کسی بھی مد میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی کیونکہ ضلعی بیت المال کمیٹیاں اس عرصہ میں ابھی تک غیر فعال ہیں۔

(ج) لاہور کے دفاتر کی تزئین و آرائش کے لئے کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی ہے۔

(د) لاہور کے دفاتر کی سرکاری گاڑیوں کی مرمت/پٹرول پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی ہے۔

(ہ) سٹاف کی تنخواہوں پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جز(ب) کا جواب موصول ہوا ہے کہ بیت المال کی ضلعی کمیٹیاں غیر فعال ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ کمیٹیاں کب تک غیر فعال رہیں گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب! ان کو بتائیں۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ کمیٹیاں انشاء اللہ عنقریب بنا دی جائیں گی جن سے یہ معاملات جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! کیا پنجاب میں بیت المال کے پیسے لینے والے ختم ہو گئے ہیں یعنی پنجاب کے غرباء ختم کر دیئے گئے ہیں اور وزیر صاحب تاریخ بتائیں کہ یہ کب تک کمیٹیاں بنائیں گے؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب! انہوں نے کمیٹیاں بنائے جانے کی تاریخ پوچھی ہے اور پوچھا ہے کہ کیا بیت المال کے پیسے لینے والے ختم ہو گئے ہیں؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! بیت المال کی امداد لینے والے ابھی موجود ہیں لیکن چونکہ یہ کمیٹیاں فعال نہیں ہیں اور میں نے ان کو عرض کی ہے کہ یہ عنقریب بُن جائیں گی۔ ان کمیٹیوں کی تشکیل کے لئے ضلعی آفیسر سوشل ویلفیئر جو ضلعی بیت المال کمیٹی کا سیکرٹری بھی ہوتا ہے اس نے اپنی سفارشات بھیجی ہیں لیکن پنجاب بیت المال کونسل نے ان کی سفارشات کو check کیا تو اس میں کہیں گڑبڑ ہے جس کی وجہ سے انہوں نے ان کی سفارشات کو واپس بھیج دیا ہے اور انہوں نے جو نام بھجوائے تھے وہ scrutinize ہو رہے ہیں جو نہی یہ scrutiny ہو جائے گی انشاء اللہ وہ کمیٹیاں جلد بنا دی جائیں گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جز(ہ) میں جواب ہے کہ staff کی تنخواہوں پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی ہے۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ کمیٹیوں میں موجود staff کس ادارے کا ہوتا ہے اور ان کو تنخواہیں کہاں سے دی جاتی ہیں؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ سارے کا سارا staff محکمہ سوشل ویلفیئر کی طرف سے ہوتا ہے اور محکمہ سوشل ویلفیئر ہی اپنے بجٹ سے ان کو تنخواہیں ادا کرتا ہے۔

جناب سپیکر: Next question محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر 508۔

لاہور میں دارالامان کی تعداد و دیگر تفصیلات

*508: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں بے گھر، بے سہارا اور ظلم کا شکار ہونے والی خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کتنے دارالامان کام کر رہے ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے کہ یہ کہاں کہاں واقع ہیں اور ان میں کتنی خواتین کو رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ب) ضلع لاہور میں موجود دارالامان میں خواتین کی تعداد کیا ہے، علیحدہ علیحدہ دارالامان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) 2002 سے مئی 2008 تک لاہور کے دارالامانوں میں آنے والی اور واپس اپنے گھروں کو جانے والی خواتین کی تعداد کیا ہے؟

(د) ضلع لاہور کے دارالامانوں میں تعینات عملہ کی تعداد، ان کے نام، عہدہ و تاریخ تعیناتی سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام صرف ایک دارالامان کام کر رہا ہے جو کہ شیر اکوٹ نزد یتیم خانہ چوک پر واقع ہے اور اس میں 50 خواتین کو رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ب) لاہور دارالامان میں اس وقت کل 53 خواتین اور 17 بچے موجود ہیں۔

(ج) چونکہ لاہور میں دارالامان مالی سال 05-2004 میں قائم کیا گیا لہذا مئی 2002 سے خواتین کی تفصیل دینا ممکن نہ ہے تاہم سال 2005 سے مئی 2008 تک لاہور کے دارالامان میں آنے والی خواتین کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) لاہور دارالامان میں تعینات عملہ کی تعداد 10 ہے۔ ان کے نام، عہدہ و تاریخ تعیناتی کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! لاہور کی ایک کروڑ کی آبادی ہے اور دارالامان میں صرف 50 خواتین موجود ہیں اس کی کیا وجہ ہے کہ خواتین وہاں نہیں آرہیں، اگر وہاں خواتین صرف عدالتی فیصلوں سے آئی ہوئی ہیں تو یہ کوئی قانون نہیں ہے کہ وہ صرف عدالت کے فیصلے کے تحت ہی آئیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! جیسا کہ میری فاضل ممبر نے یہاں پر بات کی ہے تو اس وقت تقریباً 53 کے قریب خواتین دارالامان لاہور میں موجود ہیں اور میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو خواتین aggrieved ہوتی ہیں وہی یہاں آئیں گی ان کو بڑھانے چڑھانے کی بات نہیں ہے بلکہ اچھی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ معاشرے میں بہتری کی وجہ سے ان کی تعداد میں کمی واقع ہو رہی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب میں جو statistics دیئے ہیں ان کے مطابق 2009 کے شروع میں کوئی بچہ یا کوئی بھی خاتون دارالامان میں موجود نہیں تھی، اگر وزیر صاحب کہتے ہیں کہ ایک کروڑ کی آبادی میں خواتین کے حالات completely پر سکون ہیں تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے اس پر میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتی۔

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس کا decision عدالت عالیہ نے دینا ہوتا ہے، عدالت جسے refer کرتی ہے اور وہ سمجھتی ہے کہ اس خاتون کا دارالامان میں رہنا اس کی زندگی کے لئے تحفظ فراہم کرانے کی علامت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ عدالت اسے refer کرتی ہے اور ہم اس کی نگہداشت کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ عدالت کی طرف سے کسی کو refer کیا جائے تو محکمے کی طرف سے کبھی اعتراض آیا ہو۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! لاہور دارالامان میں صرف 50 خواتین کے رکھنے کی capacity ہے تو ایک کروڑ کی آبادی میں سے اگر زیادہ خواتین آجائیں تو اس صورت میں محکمہ انہیں کہاں بھیجتا ہے اور کیا ایک کروڑ کی آبادی کو cater کرنے کے لئے یہ دارالامان کافی ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے بات تو کی ہے جو آپ نے شاید سنی نہیں۔ وزیر صاحب! آپ دوبارہ ان کو بتا دیں۔

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! لاہور میں ہمارے hostels بھی موجود ہیں جو خواتین کے لئے کام کر رہے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کبھی ایسی ضرورت پیش نہیں آئی اور اگر ایسی ضرورت پیش آئی تو ہمارے پاس اس کا alternate موجود ہے، ہم ان hostels میں ان خواتین کو accommodate کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال جناب طاہر اقبال چودھری!

جناب طاہر اقبال چودھری: سوال نمبر 3652۔

ضلع وہاڑی میں بیت المال فنڈز سے لوگوں کی امداد کی تفصیلات

*3652: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے ضلع وہاڑی میں بیت المال کو جنوری 2007 سے اب تک کتنے فنڈز فراہم کئے ہیں؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں بیت المال سے کتنے لوگوں کی کن بنیادوں پر امداد کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اکثر مستحق غریب اور بے روزگار ہنر مند افراد کو یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ فنڈز نہیں ہیں اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ضلع وہاڑی میں بیت المال کو مزید فنڈز فراہم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حکومت نے ضلعی بیت المال کمیٹی وہاڑی کو جنوری 2007 سے اب تک مجموعی طور پر 9,952,698/- روپے کے فنڈز فراہم کئے۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلعی بیت المال کمیٹی وہاڑی نے جو رقم تقسیم کی ہے، تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

تفصیل	تعداد	رقم

مالی امداد	181	1,007,429/۔
جہیز فنڈ	104	397,248/۔
علاج معالجہ	428	550,027/۔
NGO's	22	1,075,000/۔
تعلیمی وظیفہ	92	1,492,360/۔
	ٹوٹل	4,522,064/۔

(ج) یہ درست نہ ہے بلکہ پہلے آیئے پہلے پایئے کی بنیاد پر فنڈز مستحق غریب اور بے روزگار وہنر مند افراد کو تقسیم کئے جاتے ہیں۔ تمام مستحقین کو طریق کار کے بارے میں بتادیا جاتا ہے۔ ضلعی بیت المال کمیٹی وہاڑی کے پاس فنڈز موجود ہیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں، میں نے پوچھا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ اکثر مستحق، غریب اور بے روزگار ہنر مند افراد کو یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ فنڈز نہیں ہیں۔" تو اس کا جواب آیا ہے کہ "یہ درست نہ ہے بلکہ پہلے آیئے پہلے پایئے کی بنیاد پر فنڈز مستحق، غریب اور بے روزگار وہنر مند افراد کو تقسیم کئے جاتے ہیں۔ تمام مستحقین کو طریق کار کے بارے میں بتادیا جاتا ہے۔ ضلعی بیت المال کمیٹی کے پاس فنڈز بھی موجود ہیں۔" اس میں میرا ضمنی سوال ہے کہ اگر فنڈز بھی موجود ہیں تو پھر وہاں پر لوگوں کو فنڈز کیوں نہیں دیئے جاتے اور یہ کہہ کر واپس کر دیا جاتا ہے کہ ادارے کے پاس فنڈز نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب! معزز ممبر جو بات پوچھ رہے ہیں ان کو دوبارہ بتائیں۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اکتوبر 2008 سے پہلے جب تک کمیٹیاں فعال تھیں، اس وقت تک فنڈز دیئے گئے۔ اس کے بعد چونکہ کمیٹیاں نہ رہیں اس لئے ان کو کچھ بھی نہیں دیا جارہا۔ جب کمیٹیاں فعال ہوں گی تو فنڈز موجود ہیں ان کو انشاء اللہ دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(الف) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ "حکومت نے ضلع وہاڑی میں بیت المال کو جنوری 2007 سے اب تک کتنے فنڈز فراہم کئے ہیں؟" اس سوال کی تاریخ 29۔ اگست

2009 ہے یعنی جواب 29۔اگست 2009 تک کا ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع وہاڑی میں فنڈز موجود ہیں اور لوگوں کو دیئے بھی جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: انھوں نے کب کہا ہے کہ دیئے جا رہے ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کی تفصیل دی ہوئی ہے کہ ضلع وہاڑی میں جو رقم تقسیم کی گئی ہے اس کے متعلق جز(ب) میں تفصیل دی گئی ہے۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ اکتوبر 2008 سے کمیٹیاں تحلیل کر دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: انھوں نے کہا ہے کہ فنڈز فراہم کئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مذکورہ عرصہ کے دوران بیت المال کمیٹی وہاڑی نے جو رقم تقسیم کی ہے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔ یہ جز(ب) کا جواب ہے۔ کیا وہاڑی پر کوئی خاص شفقت فرمائی جا رہی ہے کہ باقی پورے پنجاب میں اکتوبر کے بعد کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے کیونکہ کمیٹیاں نہیں ہیں؟ وہاڑی کے متعلق اگست 2009 میں جواب آیا ہے تو یہ کہہ رہے ہیں کہ فنڈز دیئے بھی جا رہے ہیں اور اس کی تفصیل بھی بتا رہے ہیں کیا یہ جواب غلط ہے یا misprint ہے، براہ مہربانی اس کی وزیر صاحب وضاحت فرما دیں؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں جس پر میری بہن نے دوبارہ پوچھ لیا ہے۔ یہ فنڈز اکتوبر 2008 تک ہی وہاڑی میں تقسیم ہوئے ہیں۔ یہ مالی سال نہیں ہے اور مالی سال اگلے جون تک جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا تھا کہ انھوں نے لکھا ہے کہ آج تک کا پوچھا ہے یعنی جواب 29۔اگست 2009 کو آیا ہے۔ میں کیسے assume کر لوں؟

جناب سپیکر: انھوں نے بتا دیا ہے کہ اس کے بعد نہیں آئے اور انھوں نے کسی کو نہیں دیئے۔

محترمہ سیمل کامران: اس کا جواب 29۔اگست 2009 کو آیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ سوال نمبر487 کے جواب میں لکھا ہے کہ "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کی پالیسی اختیار کی جاتی ہے لیکن اس سوال کے جز(ج) کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کی بنیاد پر امداد دی جاتی ہے۔ وزیر صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ اپنی بات کی وضاحت کریں گے۔ جی، قریشی صاحب!

وزیر بیت المال(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ "پہلے آیئے پہلے پایئے" کی بنیاد پر امداد دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر1202 ہے۔

لاہور شہر میں خواتین کی فلاح و بہبود کے اداروں کی تعداد و تفصیل

*1202: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سماجی بہبود کے زیر انتظام اس وقت لاہور شہر میں خواتین کی فلاح و بہبود کے کتنے ادارے قائم ہیں، نام اور جگہ کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان فلاحی اداروں نے سال2003 تا2007 تک فلاح و بہبود پر خرچ ہونے والے اخراجات کا کوئی آڈٹ نہیں کروایا ہے، اگر آڈٹ ہوا ہے تو ان کی رپورٹس کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا حکومت خواتین کے ان فلاحی اداروں کو مزید بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود(جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے زیر اہتمام لاہور میں خواتین کی فلاح و بہبود کے مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں۔

1- دارالامان، (مختلف نوعیت کی تکالیف کا شکار خواتین کے لئے پناہ گاہ) شیراکوٹ چوک یتیم خانہ لاہور

2- صنعت زار (خواتین کو سلائی کڑھائی اور دیگر فنوں میں تربیت دینے کا ادارہ) دبئی چوک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

3- کاشانہ (یتیم اور لاوارث بچیوں کا ادارہ) کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

4- وومن ڈویلپمنٹ سنٹر (خواتین کو فنی تعلیم فراہم کرنے کا ادارہ) ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن بالمقابل انٹرنیشنل بیکری لاہور

5- دارالفلاح (بیوہ خواتین کی فلاح و بہبود کا ادارہ) سوشل ویلفیئر کمپلیکس سیکٹر ڈی 1 ٹاؤن شپ لاہور

(ب) یہ درست نہ ہے یہ ادارے چونکہ محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام ہیں اس لئے ان کا آڈٹ، آڈیٹر جنرل پنجاب کرتا ہے اور ان تمام اداروں کے سالانہ آڈٹ ہوتے ہیں۔

(ج) محکمہ خواتین کی فلاح و بہبود کے اداروں میں وقتاً فوقتاً توسیع کرتا رہتا ہے۔موجودہ مالی سال کے دوران ضلع سرگودھا، نارووال، گوجرانوالہ اور ڈی جی خان میں یتیم بچیوں اور نادار خواتین کے لئے ادارے قائم کئے جارہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں نے جز(ب) میں پوچھا تھا کہ اگر ان اداروں کا آڈٹ ہوا ہے تو ان کی reports کی تفصیلات دی جائیں۔ انھوں نے یہ تو بتا دیا ہے کہ آڈٹ ہوا ہے لیکن تفصیلات نہیں بتائی گئیں۔ اگر وزیر موصوف کو تفصیلات مہیا ہوئی ہیں تو مہربانی فرما کر وہ بتا دیں۔ اس سوال کا جواب 11۔اکتوبر 2008 کو آیا تھا۔ اس کے علاوہ جز(ج) میں انھوں نے بتایا کہ خواتین کے ادارے قائم کئے جارہے ہیں۔ آج ماشاءاللہ فروری 2010 ہے۔ یہ بتائیں کہ یہ ادارے کس قدر فعال ہو چکے ہیں یا قائم ہو چکے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ نے آڈٹ کی reports کے حوالے سے جو بات کی ہے تو وہ بہت بڑی reports ہیں انھیں اس طرح ایوان میں پیش نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر محترمہ! specifically کسی پیرے کی بات کرتی ہیں تو ہم باقاعدہ اسے ایوان کی میز پر رکھوا دیں گے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جز(ج) کا جواب نہیں دیا گیا۔ میں نے پوچھا تھا کہ کیا یہ ادارے اب تک قائم ہو چکے ہیں یا فعال ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ ادارے فعال ہیں اور کام کر رہے ہیں۔ انھوں نے توسیع کی بات کی ہے تو جیسے ہی ہمارے پاس فنڈز آئیں گے ہم کام کریں گے اسی لئے ہم نے کہا ہے کہ وقتاً فوقتاً توسیع کے حوالے سے ہم عمل پیرا ہیں۔ جیسے ہی ہمارے پاس فنڈز دستیاب ہوں گے ہم توسیع کو یقینی بنائیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا خواتین کی بے روزگاری کو کم کرنے کے لئے ان کو قرضے دیئے جاتے ہیں یا کوئی مالی امداد کی جاتی ہے؟ اس کے علاوہ وہ خواتین جو products بناتی ہیں کیا ان کو فروخت کرنے کے لئے کوئی exhibition حکومت arrange کرتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ہماری پالیسی میں یہ شامل ہے اور حکومت ایسی exhibition arrange کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے ایک criteria بنایا ہے کہ جو خواتین ہمارے اداروں سے ہنر سیکھتی اور مستفید ہوتی ہیں ہم انھیں موقع دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جو profit حاصل ہوتا ہے اس کا 90 فیصد اس خاتون کو ملتا ہے اور اس پر یہ پابندی عائد نہیں کی جاتی کہ وہ ادارے میں بیٹھ کر کام کرے بلکہ وہ اپنے گھر پر بھی یہ کام کر سکتی ہے۔ اس منافع میں سے 90 فیصد اس خاتون کو اور 10 فیصد ادارے کو حاصل ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد یار ہراج صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On his behalf Question. No. 3671 (معزز رکن نے جناب محمد یار ہراج کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3671 دریافت کیا)

سال 09-2008 میں بیت المال فنڈز کی تقسیم و دیگر تفصیلات

* 3671: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت نے مالی سال09-2008 میں 22 کروڑ کا فنڈ محکمہ بیت المال کو جاری کیا تھا، جو مستحقین میں تقسیم نہ ہو سکا اور بالآخر مذکورہ فنڈ وفاقی حکومت کوrefund کر دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیت المال میں گزشتہ ایک سال کے دوران 12 لاکھ درخواستیں برائے علاج اور مالی امداد کے لئے وصول ہوئیں جبکہ جہیز کے لئے امداد کی 3 لاکھ سے زاید درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 35 ضلعی اور 25 ہزار 267 ذیلی کمیٹیاں بھی تشکیل نہ دی جا سکیں جس کے باعث امداد مستحقین میں تقسیم نہ ہو سکی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فنڈ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، فوڈ سپورٹ سکیم اور سستی روٹی سکیم میں استعمال کر لیا گیا ہے جبکہ قانون اور قواعد کے مطابق زکوٰۃ کی مد میں صوبوں کے حصہ کو دیگر مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت قانون اور قاعدے کو ملحوظ رکھتے ہوئے بیت المال کے مستحقین کی مشکلات کا ازالہ کرنے کے لئے کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پنجاب بیت المال کو وفاقی حکومت کی جانب سے برائے مالی سال 09۔2008 میں کوئی فنڈز وصول نہ ہوئے ہیں۔ پنجاب بیت المال کو 20 کروڑ کی گرانٹ پنجاب حکومت سے وصول ہوئی تھی جو ضلعی بیت المال کمیٹیوں کو تقسیم کر دی گئی۔

(ب) پنجاب بیت المال میں علاج معالجہ کے لئے09۔2008 میں 425 اور جہیز فنڈ کے لئے 650 درخواستیں موصول ہوئیں ہیں۔ وہ متعلقہ ضلعی بیت المال کمیٹی کو برائے ضروری کارروائی بھجوا دی گئیں۔

(ج) پنجاب بیت المال کی 35 ضلعی بیت المال کمیٹیاں مورخہ 2008۔10۔25 کو تحلیل ہو چکی ہیں۔ حکومت کی ہدایت کے مطابق ضلعی بیت المال کمیٹیوں کی تشکیل نو کے حوالے سے

نامزدگیاں حکومت کو ارسال کر دی گئی ہیں کمیٹیوں کی تشکیل ہونے کے بعد مستحقین کو امداد کی تقسیم شروع ہو جائے گی۔

(د) یہ غلط ہے۔پنجاب بیت المال کا فنڈ جو صوبائی حکومت سے موصول ہوا تھا وہ بیت المال کے مقاصد کے لئے ہی استعمال کیا گیا اور کوئی رقم بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، فوڈ سپورٹ سکیم اور سستی روٹی سکیم میں استعمال نہ کی گئی ہے۔

(ہ) مستحقین کی مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے پنجاب بیت المال "پہلے آؤ پہلے پاؤ" پالیسی پر عمل پیرا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(الف) میں پوچھا گیا ہے کہ ''وفاقی حکومت نے مالی سال 09-2008 میں 22 کروڑ روپے کا فنڈ محکمہ بیت المال کو جاری کیا جو مستحقین میں تقسیم نہیں ہو سکا اور بالآخر مذکورہ فنڈ وفاقی حکومت کو واپس کر دیا گیا۔'' اس چیز کو محکمے نے جواب میں deny کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ''پنجاب بیت المال کو وفاقی حکومت کی جانب سے 09-2008 میں کوئی فنڈ وصول نہ ہوا ہے۔ پنجاب بیت المال کو 20 کروڑ کی گرانٹ پنجاب حکومت سے وصول ہوئی تھی جو ضلعی کمیٹیوں کو تقسیم کر دیئے گئے۔'' یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر! میرے ہاتھ میں The Punjab Baut-ul-Mal Act, 1991 ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ یہ گرانٹ کہاں سے آتی ہے۔

The Government may establish a fund to be known as the Punjab Bait-ul-Mal to which shall be credited…

(a) Grants from the Government, the Federal Government, Local Bodies and International Islamic Agencies; and

(b) Voluntary donations including Sadqaat, Khairat and Atiat.

جناب سپیکر! یہ سوال پچھلے سال بھی پیش ہوا تھا اور اس کا یہی جواب دیا گیا تھا کہ Federal Government پنجاب کو گرانٹ نہیں دیتی۔ایک بات بڑی واضح ہے کہ پنجاب حکومت کے پاس کوئی

بھی ایسا کنواں نہیں ہے جسے وہ کھودے اور وہاں سے پیسے نکال لے اور بیت المال کو فنڈز دے دے۔ Definitely اتنی بڑی بڑی رقمیں جو ہر سال بیت المال کو دی جاتی ہیں وہ صدقات اور خیرات سے نہیں آسکتیں۔ براہ مہربانی! وزیر صاحب مجھے اس کی وضاحت فرما دیں۔ اس کے بعد میں دوسرا ضمنی سوال کروں گی۔

وزیر بیت المال(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! سوال بڑا طویل ہے مگر مختصراً عرض ہے کہ ان کی بات درست ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ وفاقی حکومت سے گرانٹ آسکتی ہے۔ میں ان کو یہ عرض کر رہا ہوں کہ لکھا ضرور ہے لیکن نہیں آئی۔ پنجاب بیت المال کو وفاقی حکومت نے کوئی گرانٹ نہ دی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ جواب بالکل غلط ہے۔ Divisible Pool میں سے تمام صوبوں کو جو گرانٹ ملتی ہے اسی میں سے تعلیم، صحت، زراعت، زکوٰۃ وعشر، بیت المال اور تمام شعبے جو پنجاب حکومت کے under آتے ہیں انھیں Grants divide ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ جو فنڈز عطیات اور صدقات کی صورت میں ملتے ہیں وہ اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ میں اپنا اگلا ضمنی سوال کرتی ہوں کہ جز(ہ) کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ " مستحقین کی مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے پنجاب بیت المال " پہلے آؤ پہلے پاؤ" کی پالیسی پر عملدرآمد کر رہا ہے۔" اکتوبر 2008 سے کمیٹیاں فعال نہیں ہیں تو یہ "پہلے آؤ پہلے پاؤ کی" پالیسی کہاں پر عمل پیرا ہو رہی ہے؟

وزیر بیت المال(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ پالیسی عمل پیرا نہیں ہے۔ جب کمیٹیاں کام ہی نہیں کر رہیں تو یہ پالیسی functional نہیں ہے۔ اکتوبر 2008 تک کمیٹیاں action میں تھیں اور فعال تھیں، اکتوبر 2008 تک "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کی پالیسی تھی لیکن اب کمیٹیاں نہیں ہیں اس لئے اس میں کوئی کام نہیں ہو رہا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے لیکن ہمیں اس طرح سے misguide کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: وہ misguide نہیں کرسکتے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ آرام سے بات کریں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ وہ بات کر رہی ہیں اور آپ درمیان میں کیسے بول رہی ہیں؟

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سامیہ امجد واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلی گئیں)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ اس سوال کا جواب بھی 29۔اگست 2009 کو آیا ہے۔ اگر محکمہ یہ mention کر دیتا کہ اکتوبر 2008 سے پہلے تک "پہلے آؤ پہلے پاؤ" پالیسی تھی تو اب چونکہ کمیٹیاں نہیں ہیں اس لئے بے چارا محکمہ بے بس ہے یہ mention کر دیتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! آئندہ mention کرا دیا کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، اب آمنہ الفت صاحبہ کا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا محترم وزیر صاحب سے سوال یہ ہے کہ محکمہ بیت المال نے چونکہ دو سال سے پیسے distribute نہیں کئے تو محکمے کے پاس کتنے پیسے جمع ہو چکے ہیں، دوسرا ساتھ یہ بھی بتا دیں کہ بیت المال سے ہسپتالوں کی ایمر جنسی میں دوائیوں یا علاج کے لئے پیسے دیئے جا رہے ہیں یا نہیں کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم پیسے نہیں دے رہے تو کیا ہسپتالوں میں بھی نہیں دے رہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! بالکل درست ہے۔ جب کمیٹیاں ہی نہیں ہیں تو پیسے کہاں سے دیں؟ ہم ہسپتالوں کو بھی اکتوبر 2008 کے بعد بیت المال سے پیسے نہیں دے رہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ محکمے کے پاس کتنے پیسے جمع ہو چکے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہی ہیں کہ آپ کے پاس اب تک کتنے پیسے جمع ہو چکے ہیں؟
وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ اس کے لئے نیا سوال دے دیں تاکہ ان کو detail جواب دیا جاسکے۔
جناب سپیکر: ویسے سوال تو نیا بنتا ہے۔
جناب جوئیل عامر سہوترا: ضمنی سوال۔
جناب سپیکر: جی، فرمائیں! لیکن ضمنی سوال ہونا چاہئے۔
جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہی ہے۔ انہوں نے جز (ب) میں جواب دیا ہے کہ بیت المال میں علاج معالجہ کے لئے 425 درخواستیں اور جہیز فنڈ کے لئے 650 درخواستیں موصول ہوئی ہیں جو متعلقہ ضلعی بیت المال کمیٹی کو برائے ضروری کارروائی بھجوا دی گئیں۔ اس کا جواب 29۔اگست 2009 کو آیا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ جو تقریباً ایک سال کا وقت گزر گیا ہے اُس میں اب تک محکمہ نے ان درخواستوں پر کیا کارروائی کی ہے؟
جناب سپیکر: دیکھیں، جب سے سوالات شروع ہوئے ہیں اُس وقت سے یہ بات بتا رہے ہیں اور آپ پھر اُن کو اسی بات پر لا رہے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب! اُن کو دوبارہ بتائیں۔
وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا کہ چونکہ اکتوبر 2008 سے کمیٹیاں نہیں ہیں۔ یہ درخواستیں بعد میں موصول ہوئی ہیں جو ہم نے بھجوا دی ہیں لیکن pending ہیں اور اس پر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔
جناب سپیکر: وہ pending ہیں اور اُن پر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔
محترمہ خدیجہ عمر: ضمنی سوال۔
جناب سپیکر: نہیں، اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ اب محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا سوال ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔
محترمہ راحیلہ خادم حسین: سوال نمبر 1203۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور۔خواتین کی فلاح و بہبود کے اداروں میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا مسئلہ

*1203: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں خواتین کے فلاحی اداروں میں متعدد اسامیاں خالی پڑی ہیں نیز خالی اسامیوں کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان اداروں میں خالی اسامیوں کو ابھی تک پُر نہیں کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے متعلقہ سٹاف نہ ہونے کے باعث خواتین کی فلاح کا عمل رک گیا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں خواتین کی فلاح کے اداروں میں متعدد اسامیاں خالی پڑی ہیں بلکہ صورت احوال یہ ہے کہ لاہور میں خواتین کے اداروں میں صرف دو اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ادارہ	خالی پوسٹ
1۔	دارالامان	ڈرائیور
2۔	کاشانہ	کرافٹ انسٹرکٹر

(ب) چونکہ پنجاب میں بھرتیوں پر پابندی عائد ہے لہذا اب تک ان دو اسامیوں کو پُر نہ کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) جیسے ہی حکومت کی طرف سے بھرتی پر پابندی کا خاتمہ ہو گا ان اسامیوں کو پُر کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، شاباش۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ کا ضمنی سوال آ گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جواب کے جز (د) میں بتایا گیا ہے کہ "جیسے ہی حکومت کی طرف سے بھرتی پر پابندی کا خاتمہ ہو گا ان اسامیوں کو پُر کر لیا جائے گا۔" یہ جواب 11۔اکتوبر 2008 کا ہے اور اب سال 2010 جا رہا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ بھرتیاں کر لی گئی ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ بالکل ٹھیک بات ہے کہ یہ سوال 2008 کا تھا لیکن چونکہ اس period کے دوران ہمیں ٹائم مل گیا تھا تو اب recruitment کا عمل تمام تر مکمل ہو چکا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! ضمنی سوال ہے تو دل کھول کر سوال کریں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں نے اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا۔ اگلے سوال پر کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کدھر گئی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وہ رُوٹھ کر باہر چلی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، کیوں رُوٹھی ہیں؟ انہیں آپ منا کر لائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ آرڈر کریں اور کوئی اُن کو منا کر لائے۔

جناب سپیکر: اگر ڈاکٹر صاحبہ رُوٹھ گئی ہیں تو انہیں منا کر لائیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ! آپ ہی اُن کو لے کر آئیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، ٹھیک ہے۔

رانا محمد افضل خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال صرف آپ سے ہے۔ یہ سوال نمبر1202 سوال نمبر3652 کے بعد کیوں آرہا ہے؟ ہمارے سوال serial number wise کیوں نہیں آتے، بعد کے سوال پہلے لگ جاتے ہیں اور پہلے کے سوال بعد میں لگ جاتے ہیں۔ مجھے اس چیز کی سمجھ نہیں آتی کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں ہم آپ کو ریکارڈ دکھائیں گے۔

چوہدری ندیم خادم: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، کریں۔

چوہدری ندیم خادم: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: کون سے منسٹر صاحب سے؟

چوہدری ندیم خادم: حاجی احسان الدین قریشی صاحب جو بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے کہا تھا کہ کمیٹیاں بہت جلد بن جائیں گی لیکن دو سال ہو گئے ہیں تو اس کے علاوہ اور کتنی جلدی ہو گی، کیا یہ کمیٹیاں بنانے میں تین سال اور لگائیں گے، منسٹر صاحب کمیٹیاں بنانے کے حوالے سے کوئی date fix دے سکتے ہیں کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ بہت جلدی بن جائیں گی جس کو اب دو سال ہو گئے ہیں اور میرے خیال میں ان کے باقی تقریباً دواڑھائی سال رہ گئے ہیں تو کیا اس دوران یہ کمیٹیاں بن جائیں گی یا لوگ اسی طرح ہی ذلیل وخوار ہوتے رہیں گے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! انہوں نے میرا نام لیا ہے لیکن یہ سوال تو کامران مائیکل صاحب سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ بیت المال کے حوالے سے ہی پوچھ رہے ہیں۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! وہ تو میں نے بتا دیا ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! میں بیت المال کے حوالے سے پوچھ رہا ہوں۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی kindly یہ mike on کر کے بتا دیں۔

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، سوال حاجی احسان الدین صاحب کے متعلقہ ہے، آپ کے متعلقہ نہیں ہے۔

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! لیکن یہ سوال سوشل ویلفیئر سے وابستہ ہے لہذا اُس پر یہ ضمنی سوال کریں۔

جناب سپیکر: چلیں، اگر انہوں نے information کے لئے پوچھ لیا ہے تو آپ کو اس میں کیوں پریشانی آ گئی ہے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں پہلے بتا چکا ہوں کہ اس وقت ضلعی بیت المال کمیٹیوں کے سیکرٹری موجود ہیں، اُن کی طرف سے کچھ سفارشات اور nominations آئی تھیں جن پر پنجاب بیت المال کونسل کو کچھ اعتراضات تھے اس لئے اُن سفارشات کو دوبارہ بھجوا دیا ہے کہ وہ ان کو بغور دیکھیں اور نام صحیح کریں۔ جونہی یہ process مکمل ہوتا ہے تو کمیٹیاں عنقریب بنا دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، یہ in process ہے۔ اگلا سوال محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: ان کے ایماء پر سوال نمبر 3779۔ (معزز رکن نے جناب محمد طارق امین ہوتیانہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3779 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سال2008-09، ضلع بہاولنگر کو بیت المال فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*3779: جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال09۔2008 کے دوران ضلع بہاولنگر کو بیت المال پنجاب کی طرف سے کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور کتنی رقم ایڈمنسٹریشن پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم جہیز فنڈ کے تحت تقسیم کی گئی؟

(د) کتنی رقم کس کس ہسپتال کو فراہم کی گئی؟

(ہ) کتنی رقم lapse ہوئی؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) مالی سال2008-09 کے دوران ضلعی بیت المال کمیٹی بہاولنگر کو بیت المال پنجاب کی طرف سے مبلغ-/5914423روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

(ب) ضلعی بیت المال کمیٹی بہاولنگر نے سال2008-09 میں ضلع بھر میں کسی بھی مد میں کوئی امداد تقسیم نہیں کی چونکہ ضلعی بیت المال کمیٹیاں تحلیل ہو چکی ہیں اور ایڈمنسٹریشن کی مد میں ضلعی بیت المال کمیٹی بہاولنگر نے سال2008-09 کے دوران مبلغ -/32174 روپے خرچ کئے۔

(ج) جہیز فنڈ کی مد میں ضلعی بیت المال کمیٹی نے کوئی رقم تقسیم نہ کی ہے۔

(د) علاج معالجہ کی مد میں کسی بھی ہسپتال کو کوئی رقم فراہم نہ کی گئی ہے۔

(ہ) ضلعی بیت المال کمیٹی کی گرانٹ lapse نہیں ہوتی، اس لئے آمدہ گرانٹ ضلعی بیت المال کمیٹی کے اکاؤنٹ میں ہی جمع ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور کتنی رقم ایڈمنسٹریشن پر خرچ ہوئی جس کے جواب میں انہوں نے تفصیل میں بتایا ہے کہ مبلغ -/32174روپے سال 09-2008 کے دوران ایڈمنسٹریشن کی مد میں خرچ ہوئے۔ مجھے اس کی تفصیل بتادی جائے۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ خود ہی فرمارہے ہیں کہ ایڈمنسٹریشن کی مد میں فلاں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ اس میں دفتری اخراجات جیسے فوٹو سٹیٹ، ٹیلیفون اور سٹیشنری وغیرہ کے لئے ہوتے ہیں کیونکہ وہاں پر ہمارا سیکرٹری موجود ہے اور لوگ درخواستیں بھی دیتے ہیں لہذا یہ اخراجات کوئی زیادہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب یہ فرمائیں کہ جتنے بھی اخراجات ہیں کیا بیت المال کے فنڈز سے ادا کئے جاتے ہیں؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ بیت المال کے فنڈ سے ہی ادا کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ اُسی فنڈ سے ہی ادا کرنے ہوتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(ب) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور کتنی ایڈمنسٹریشن پر خرچ ہوئی جس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ضلعی بیت المال کمیٹی بہاولنگر میں 09-2008 میں ضلع بھر میں کسی بھی مد میں کوئی امداد تقسیم نہیں کی چونکہ ضلعی بیت المال کمیٹیاں تحلیل ہو چکی ہیں اور اب تو مجھے بھی یہ ازبر ہو گیا ہے کہ 25۔اکتوبر 2008 کو کمیٹیاں تحلیل ہوئی تھیں تو اُس سے پہلے جو نو، ساڑھے نو مہینے بچتے تھے کیا ان میں بھی کوئی امداد تقسیم کی گئی تھی؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ادھر دھیان دیں کیونکہ آپ نے سوال کا جواب دینا ہوتا ہے۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! محکمے نے یہ اخراجات غالباً 3 فیصد رکھے ہوتے ہیں کیونکہ یہ لازمی اخراجات ہیں ان کو کوئی نہیں روک سکتا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ مجھے بتائیں اُن کو دیکھ کر نہ بتائیں کیونکہ میں نے ہی آپ سے پوچھنا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے سوال کچھ اور پوچھا تھا۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ لازمی اخراجات ہوتے ہیں اور پنجاب بیت المال کونسل اس کے لئے 3 فیصد فنڈز رکھتی ہے اور اسی میں یہ اخراجات ہوتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے سوال یہ پوچھا تھا کہ ضلعی بیت المال کمیٹیوں نے کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی اور کتنی رقم ایڈمنسٹریشن پر خرچ کی؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بتائیں کہ کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور کتنی ایڈمنسٹریشن پر خرچ کی گئی ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دیا ہے کہ ضلع بھر میں کسی بھی مد میں کوئی امداد تقسیم نہیں کی گئی۔ اب میں نے منسٹر صاحب سے یہ گزارش کی تھی کہ مجھے بھی بار بار سن کر زبانی رَٹ گیا ہے کہ 25۔اکتوبر 2008 کو کمیٹیاں تحلیل ہو گئی تھیں تو 24۔اکتوبر 2008 تک definitely انہوں نے مستحقین میں امداد تقسیم کی ہو گی تو محکمے نے یہ غلط جواب کیوں دیا ہے، kindly اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں اپنی بہن سے عرض کرتا ہوں کہ وہی بات ہے کہ کسی غریب کو رقم دی ہی نہیں گئی۔ یہ فنڈز جو خرچ ہوئے ہیں مخصوص ہیں کیونکہ یہ اخراجات روکے نہیں جا سکتے اس لئے اس مخصوص فنڈ سے یہ اخراجات کئے گئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ بات نہیں پوچھی۔

جناب سپیکر:اب آپ خدیجہ عمر صاحبہ کو بولنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کو مطمئن ہونا چاہئے وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے کچھ دیا ہی نہیں۔

محترمہ سیمل کامران: میں نے سوال کچھ اور پوچھا تھا مگر انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر!جیسا کہ وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ کچھ اخراجات کرنا ضروری ہوتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایسے کون سے اخراجات ہیں جو ہونے ہی ہوتے ہیں وزیر صاحب اس کی وضاحت کر دیں۔

وزیر بیت المال(حاجی احسان الدین قریشی):جناب سپیکر!ٹیلیفون کے بلوں اور درخواستوں کی فوٹو کاپیوں اور سٹیشنری وغیرہ پر اخراجات ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں اس پر کافی ضمنی سوالات ہو گئے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

سیدہ ماجدہ زیدی: شکریہ۔ جناب سپیکر!اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ علاج معالجہ کی مد میں کسی بھی ہسپتال کو کوئی رقم فراہم نہ کی گئی ہے۔ ہسپتالوں میں غریبوں کا جو مفت علاج ہوتا تھا اور ان کو دوائیں مفت فراہم کی جاتی تھیں کیا دو سال سے اس کا تسلسل رُک گیا ہے یا کس طرح سے غریبوں کا علاج کیا جارہا ہے؟

جناب سپیکر:انہوں نے بتا تو دیا ہے کیا آپ نے سنا نہیں؟ وہ اس کا جواب دے چکے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!سوال نمبر2522 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں NGO's کو چیک کرنے کی تفصیلات

*2522: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے NGO's کو چیک کرنے کے لئے کسی ادارے کو ذمہ داری سونپی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ NGO's گورنمنٹ کے مختلف محکموں یا اداروں کی بنیاد پر اندرون وبیرون ممالک سے فنڈز اکٹھے کرتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ NGO's کی مالی حسابات کو چیک کرنے کی مجاز ہے یا آڈٹ کرا سکتی ہے، اگر ہاں تو اس کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود صرف ان NGO's کو چیک کرنے کا مجاز ہے جو کہ Social Voluntary Welfare Agencies Ordinance 1961 کے تحت رجسٹرڈ ہوں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ NGO's گورنمنٹ کے مختلف محکموں میں مختلف قوانین کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ وہ ان محکموں کی رجسٹریشن کی بنیاد پر اندرون یا بیرون ممالک سے فنڈ اکٹھا کر سکتی ہیں لیکن اداروں کی بنیاد پر نہیں۔

(ج) جی ہاں! محکمہ سماجی بہبود کے ساتھ رجسٹرڈ NGO's سے آفیسر جس کو رجسٹریشن اتھارٹی یا کوئی اور رجسٹریشن اتھارٹی نے اپنی بجائے کسی بھی سوشل ویلفیئر آفیسر کو اختیار دیا ہو کہ وہ کسی بھی مناسب وقت پر اپنے محکمہ سے رجسٹرڈ شدہ NGO کے دیگر ریکارڈ جیسا کہ سکیورٹیز، کیش اور دیگر جائیداد جو کہ NGO کے پاس ہے اور دیگر documents جو کہ سوسائٹی ہذا سے متعلق ہیں کے حسابات کی چیکنگ کرنے کی مجاز ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا NGO's کے حوالے سے سوال ہے۔ اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ رجسٹرڈ NGO's کو محکمہ چیک کر سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو NGO's رجسٹرڈ نہیں ہیں ان کی چیکنگ محکمہ نہیں کر سکتا۔ جو رجسٹرڈ NGO's نہیں ہیں ان کی چیکنگ کون کرتا ہے؟ ان کا کام تو بہت آسان ہے کیونکہ ان کی تو کوئی چیکنگ ہی نہیں ہے۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(ب) میں جواب دیا ہے کہ یہ NGO's اداروں کو فنڈز اکٹھا کرنے کے لئے استعمال نہیں کر سکتیں۔ اگر یہ اداروں کو استعمال نہیں کرتیں تو پھر یہ کس چیز کو استعمال کر کے باہر سے funding کرتی ہیں اس بارے میں ایوان کو بتایا جائے، اسی کے ساتھ ساتھ میں ایک اور سوال کرنا چاہتی ہوں کہ جتنی NGO's ہیں ان کی اب تک اگر accountability ہوتی رہی ہے تو کیا ان کے پاس ریکارڈ موجود ہے اور کیا یہ ریکارڈ فراہم کیا جا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس وقت اداروں کی جو بات کی گئی ہے تقریباً آٹھ کے قریب ایسے ادارے ہیں جن کے ذریعے NGO's رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔ سوشل ویلفیئر صرف ایک ادارہ نہیں ہے بلکہ آٹھ ادارے ایسے ہیں جن کے ذریعے رجسٹریشن ہوتی ہے۔ اس میں انڈسٹریز اور کوآپریٹوز وغیرہ ہیں۔ یہ تمام ادارے اپنی NGO's کو رجسٹرڈ کرتے ہیں اور وہ اس کے مجاز ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جو ادارے Voluntary Social Welfare Agencies Ordinance, 1961 کے تحت ہمارے پاس رجسٹرڈ ہوتے ہیں، ہم مجاز ہوتے ہیں کہ ہم ان کا آڈٹ کریں، ہم ان کے پاس جائیں اور ہمارے جو مجاز افسران ہوتے ہیں وہ تحصیل کی سطح پر بھی اور ضلعی سطح پر بھی ان اداروں میں جا کر ان کا آڈٹ کر سکتے ہیں۔ دوسری بات جو کی گئی ہے میں کہنا چاہتا ہوں کہ صرف Donor Agencies ان NGO's کو اس بنیاد پر donations دیتی ہیں جن کی رجسٹریشن متعلقہ محکمہ کے ساتھ ہوتی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! اس ایوان میں NGO's کے سوال کے حوالے سے بتایا گیا کہ NGO's کو چیک نہیں کیا جاتا۔ یہ ان کے ذاتی فنڈز ہیں۔ اس میں کچھ confusion ہے یہاں پر کہا جاتا ہے کہ ان کو چیک کیا جا سکتا ہے اس لئے بتا دیجئے کہ کس طریقے سے، کہاں پر چیک نہیں کیا جاتا اور کس جگہ پر ان کی چیکنگ ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اگر آپ جواب پڑھیں تو اس میں بڑا clear لکھا ہوا ہے کہ اس میں Voluntary Social Welfare Agencies Ordinance, 1961 کے تحت چیک کیا جا سکتا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: مجھے یہ بتا دیں کہ کس rules کے تحت چیک نہیں کیا جا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کن کو چیک کروانا چاہتی ہیں؟ (قہقہے)

محترمہ عارفہ خالد پرویز: میں سب کو چیک کروانا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں کافی ہو گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ جو خود ساختہ NGO's ہیں جن کی رجسٹریشن بھی نہیں ہوتی۔ قانون نے ان کو کھلی چھٹی دی ہوئی ہے کہ وہ کوئی بھی NGO بنا لیں اور اس نام پر raising fund شروع کر دیں اور ان پر کوئی check نہ ہو میرا سوال ہے کہ کیا ان کے لئے کھلی چھٹی ہے یا قانون میں کوئی provision ہے کہ یہ بنا سکتے ہیں یا نہیں بنا سکتے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! کسی بھی ادارے یا کسی تنظیم کو فلاح و بہبود کے کام سے روکا نہیں جا سکتا۔ یہ ہر شخص کا حق ہے کہ اگر وہ فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکتا ہے تو اسے لینا چاہئے لیکن اگر کوئی قانون کی زد میں آتا ہے اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے یا misuse کرتا ہے تو پھر ہم اس پر کڑی نظر بھی رکھتے ہیں اور اس پر اپنی گرفت بھی رکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میرے خیال میں کافی ہو گیا ہے اب اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔جی، نمبر بولیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال کا نمبر 3951 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2006 تا 2009 کے دوران محکمہ بیت المال کو ملنے والے فنڈز کی تفصیلات

*3951: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بیت المال کو 2006-07 تا 2008-09 کوئی فنڈ ملا ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو ہر مالی سال میں کتنا فنڈ ملا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران اس فنڈ سے مستفید ہونے والے افراد کی تعداد کیا تھی؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جواب ہاں میں ہے۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

سال	فنڈز
2006-07	170,000,000/-
2007-08	100,000,000/-
2008-09	200,000,000/-
ٹوٹل	470,000,000/-

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران اس فنڈ سے مستفید ہونے والے افراد کی تعداد 42157 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب میں اس بارے میں پھر سوال کروں گی تو ایک ہی جواب آئے گا جو مجھے زبانی یاد ہو چکا ہے کہ 25۔اکتوبر 2008 سے کمیٹیاں تحلیل ہو چکی ہیں۔ میں اس پر احتجاج کے طور پر کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتی۔ کیونکہ پچھلے سال جب بیت المال کا محکمہ اس House میں سوالات کے جوابات دے رہا تھا تو اس وقت یہ بتایا گیا تھا کہ جلد ہی کمیٹیاں بن جائیں گی

لیکن آج ہر سوال کے جواب میں rather ہر لائن کے جواب میں یہ کہا جارہا ہے کہ کمیٹیاں تحلیل ہو چکی ہیں اور ہم بے بس ہیں ۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر محکمہ موجود ہے ان کی چیئر پرسن صاحبہ موجود ہیں ، ایک کمیٹی بھی بنی ہوئی ہے اس کے باوجود کمیٹیاں نہیں بنتیں تو محکمہ بیت المال کے افسروں کو گھر بھیجیں،ان کو rest دیں۔ان کی تنخواہوں کے لئے over draft پر چلتا ہوا صوبہ متحمل نہیں ہے پھر محکمہ کس کے لئے کام کر رہا ہے۔ جب کرنا ہی کچھ نہیں ہے، غریب آدمی رو رہا ہے۔This is too much

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال پر ضمنی سوال ہو سکتا ہے ۔تقریر نہیں ہونی چاہئے۔ آپ کی بات بڑی logical ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ضمنی سوال میں، میں احتجاج ہی کر سکتی ہوں وہ میں کر رہی ہوں اور اگر آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صاحب! بیت المال کی کمیٹیاں مکمل کیوں نہیں ہو رہیں؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں دو تین بار اس کی تفصیل کے ساتھ وضاحت کر چکا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ میری بہن سمجھ بھی چکی ہیں اس لئے احتجاجاً سوال کر رہی نہیں رہیں اس لئے میں جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جواب یہی دیں گے کہ 2008 سے کمیٹیاں تحلیل ہو چکی ہیں جو کہ مجھے زبانی یاد ہو چکا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں ان لوگوں کی تعداد بتائی ہے جو لوگ مستفید ہوئے ہیں۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ دو سال سے تو کمیٹیاں تحلیل ہو چکی ہیں۔ وہ وضاحت کریں کہ اتنی تعداد کیسے اور کب مستفید ہوئی ہے، مستفید ہونے کا کیا سال تھا، مسلم لیگ (ن) کی حکومت آنے سے پہلے مستفید ہوئے یا بعد میں مستفید ہوئے؟

وزیر بیت المال(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!ان کو پتا ہے اور انہوں نے یہ سوال غیر ضروری طور پر کیا ہے۔اصل میں یہ تعداد وہ ہے جو اکتوبر 2008 سے پہلے مستفید ہو چکی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ 2008 سے پہلے مستفید ہو چکی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ مستفید ہونے والے لوگوں کی تعداد تقریباً 14 ہزار سالانہ بنتی ہے ان لوگوں کے ساتھ یہ زیادتی ہے کہ وہ دو سال تک تو مستفید ہو رہے تھے لیکن اب کیوں مستفید نہیں ہو رہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا کہنا یہ ہے کہ جو لوگ مستفید ہو رہے تھے وہ اب کیوں نہیں ہو رہے؟

وزیر بیت المال(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!جب کمیٹیاں بن جائیں گی تو انشاء اللہ مستفید ہوں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: کمیٹیاں کب تک بنیں گی؟

وزیر بیت المال(حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! پہلے بھی سپیکر کی موجودگی میں یہ بات چار مرتبہ کہی جا چکی ہے۔ میں نے ان کو بتایا ہے کہ ہمارے جو ضلعی سیکرٹری ہیں انہوں نے کچھ نام بھجوائے تھے اور پنجاب بیت المال کونسل کو ان پر اعتراض تھا اور ان کو شک تھا کہ شاید یہ بھی ٹھیک نہیں ہے اور اب ان ناموں کو واپس کر کے ان کو ٹھیک کروایا جا رہا ہے اور جونہی وہ ٹھیک ہوں گے ہم یہ کمیٹیاں بنا دیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ کیونکہ پچھلے tenure میں یہ کمیٹیاں فعال ہوئی تھیں تو کیا جب وہ گورنمنٹ دوبارہ آئے گی تو تب ہی یہ کمیٹیاں فعال ہوں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

وزیر سماجی بہبود(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جینڈر ریفارمز پروگرام کی ابتداء و دیگر تفصیلات

*2537: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جینڈر ریفارمز پروگرام کب شروع کیا گیا، اس کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) سال07۔2006، 08۔2007 اور09۔2008 کے دوران اس پروگرام کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی؟

(ج) مذکورہ کے دوران اس پروگرام کے تحت کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(د) اس پروگرام کے تحت کتنی رقم ان تین سالوں کے دوران غیر ممالک سے کن کن اداروں کی طرف سے موصول ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خرید پر خرچ ہوئی؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) پروگرام اپریل2006 میں شروع کیا گیا، اس کے مقاصد (objectives) درج ذیل ہیں:-

گریپ کا مقصد درج ذیل اہداف حاصل کرنا ہے:-

- ایک ایسا لائحہ عمل بنانا جس سے صوبائی حکومت ایک متحرک اور فعال تنظیم میں تبدیل ہو کر آزادانہ طریقہ سے کام کرتے ہوئے، صنفی مساوات کو فروغ دے۔
- صوبائی سطح پر تمام عوامی سرگرمیوں میں صنفی مساوات کو فروغ دینا اور صنفی ناہمواریوں کو دور کرنا۔
- صوبائی حکومت میں سیاسی اور اعلیٰ سطح پر خواتین کی ہر ممکن اور مناسب حد تک نمائندگی تاکہ وہ بھرپور طریقہ سے مشاورتی فرائض سرانجام دے سکیں۔

- اس بات کی یقین دہانی کرنا کہ تمام صوبائی سرکاری ملازمین صنفی مسائل سے اچھی طرح آگاہ ہو کر مثبت طور پر خواتین کی قومی دھارے میں شمولیت کے مقصد کو آگے بڑھا سکیں۔
- پاکستانی معاشرہ کی سوچ وفکر میں صنفی رویوں کے حوالہ سے مثبت تبدیلی لانا۔
- خواتین میں سرکاری اداروں میں ملازمت کرنے کے رجحان کو بڑھانا۔

(ب)

	سال 07-2006 کے دوران مختص کی گئی رقم	:	14 ملین روپے
	سال 08-2007 کے دوران مختص کی گئی رقم	:	40 ملین روپے
	سال 09-2008 کے دوران مختص کی گئی رقم	:	90 ملین روپے
(ج)	سال 07-2006 کے دوران بھرتی کئے گئے افراد	:	60
	سال 08-2007 کے دوران بھرتی کئے گئے افراد	:	9
	سال 09-2008 کے دوران بھرتی کئے گئے افراد	:	9

(د) اس پروگرام کے تحت ان تین سالوں کے دوران غیر ممالک کی طرف سے کوئی رقم موصول نہیں ہوئی۔

(ہ) ان سالوں کے دوران سرکاری گاڑیوں کی خرید پر خرچ کی گئی کل رقم -/2,435,500 روپے ہے۔

ضلع حافظ آباد میں 08-2007 اور 09-2008 میں بیت المال فنڈز کی تقسیم کا معاملہ

*4095: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا محکمہ بیت المال کی طرف سے ضلع حافظ آباد کے لئے جولائی 2007 سے 30-جون 2008 تک کوئی فنڈز مختص کئے گئے تھے، اگر ہاں تو کتنے؟

(ب) کیا مذکورہ عرصہ میں بیت المال کے فنڈز سے کسی کی کوئی مالی امداد کی گئی، اگر ہاں تو ان کے نام مع پتاجات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا بیت المال سے امداد حاصل کرنے کا کوئی طریق کار طے شدہ ہے، اگر ہاں تو وہ کیا ہے اور زیادہ سے زیادہ کتنی امداد کی جا سکتی ہے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ پنجاب بیت المال کی طرف سے ضلعی بیت المال کمیٹی حافظ آباد کے لئے جولائی 2007 سے 30۔جون 2008 تک مبلغ -/1255350 روپے کے فنڈز مختص کئے گئے۔

(ب) مذکورہ عرصہ میں پنجاب بیت المال فنڈز سے جن مستحق افراد کی مالی امداد کی گئی ان کے نام مع پتا جات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب بیت المال سے امداد حاصل کرنے کا طریق کار طے شدہ ہے "پہلے آیئے پہلے پایئے" کی بنیاد پر درخواست وصول کی جاتی ہیں۔درخواست دہندہ کو مجوزہ فارم مہیا کیا جاتا ہے۔ مطلوبہ فارم مکمل کرنے کے بعد سائل ضلعی کمیٹی کے دفتر میں جمع کراتا ہے، کمیٹی مذکورہ میں متعلقہ علاقہ کا ممبر اس کے استحقاق کی تصدیق کرتا ہے مستحق ہونے کی صورت میں ضلعی بیت المال کمیٹی کے اجلاس میں منظوری ہونے کے بعد سائل کو کراس چیک جاری کیا جاتا ہے۔جس کی حد -/10000 مقرر کی گئی ہے۔

جینڈر ریفارمز پروگرام کے تحت گریڈ 17 اور اوپر کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2538: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جینڈر ریفارمز پروگرام کے تحت گریڈ 17 اور اوپر کی کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعینات افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات اور تنخواہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان ملازمین کی تنخواہوں پر سال 07-2006، 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم یوٹیلیٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(و) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ان ملازمین کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں کی مرمت/پٹرول اور ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف)

گریڈ17 کل اسامیاں: 6

گریڈ18 کل اسامیاں: 51

گریڈ19 کل اسامیاں: 1

(ب) ان اسامیوں پر تعینات افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات اور تنخواہ کی تفصیل Annexure-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

ان ملازمین کی تنخواہ پر 2006-07 میں خرچ کی گئی کل رقم :-/Rs. 3,290,000

ان ملازمین کی تنخواہ پر 2007-08 میں خرچ کی گئی کل رقم: -/Rs.20,328,398

ان ملازمین کی تنخواہ پر (July 08 to Feb-09)2008-09 میں خرچ کی گئی کل رقم -/Rs. 20,328,398

(د)

ٹی اے/ڈی اے پر 2007-08 میں خرچ کی گئی کل رقم: -/Rs. 580,297

ٹی اے/ڈی اے پر (July-08 to Feb-09) 2008-09 میں خرچ کی گئی کل رقم -/Rs.786,225

(ہ)

2007-08 میں خرچ کی گئی کل رقم -/Rs. 154,485

(July-08 to Feb-09) 2008-09 میں خرچ کی گئی کل رقم:-/Rs. 190,887

(و)

گاڑیوں کی مرمت پر 2007-08 میں خرچ کی گئی کل رقم -/Rs.172,889

گاڑیوں کی مرمت پر (July-08 to Feb-09) 2008-09 میں خرچ کی گئی کل رقم -/Rs.70,136

پٹرول پر 2007-08 میں خرچ کی گئی کل رقم -/Rs. 503,634

پٹرول پر 2008-09 میں خرچ کی گئی کل رقم -/Rs. 766,159

لاہور میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر کنٹرول خواتین

کے ادارہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3203: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں خواتین کے لئے محکمہ کے زیر کنٹرول جو ادارہ جات کام کر رہے ہیں ان کی تعداد مع نام بیان فرمائیں؟

(ب) کیا ان اداروں میں خواتین کو کوئی ہنر بھی سکھایا جاتا ہے اور کیا ان اداروں کے اپنے ذرائع آمدنی بھی ہیں اگر نہیں تو یہاں پر رہنے والی خواتین کے کھانے پینے کے انتظام کے لئے کون فنڈ فراہم کرتا ہے؟

(ج) 2007-08 سے آج تک کتنی خواتین کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے روزگار فراہم کیا گیا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ خواتین کو ہنر سکھا کر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے ٹاؤن کی سطح پر صنعت زار کا منصوبہ 2006-07 میں شروع کیا گیا تھا وہ کن مراحل میں ہے اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) لاہور میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام خواتین کے لئے مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں:-

نام ادارہ	تعداد
صنعت زار:۔(خواتین کو مختلف ہنر کی تعلیم دینا اور ان کی مالی معاونت کے لئے کام مہیا کرنا)	01
دارالامان: (عدالتوں کی جانب سے بھیجی گئی خواتین کو عارضی اقامت مہیا کرنا)	01
قصر بہبود: (خواتین کو مختلف ہنر کی تربیت دینا)	01
ہاسٹل برائے ملازمت پیشہ خواتین	02
دارالفلاح (بیوہ خواتین کی عارضی رہائش، تربیت کے ذریعے بحالی)	01
کاشانہ: (غریب خواتین / بچوں کو تعلیم و تربیت کے ذریعے بحال کرنا)	01
جیل سوشل سروسز پراجیکٹ: (قیدی خواتین کو قانونی و سماجی بحالی کی خدمات مہیا کرنا)	01

(ب) درج بالا اداروں میں ماسوائے ہاسٹل کے باقی تمام اداروں میں خواتین کو مختلف ہنر سکھائے جاتے ہیں۔ نیز ان اداروں کے اخراجات سالانہ محکمانہ بجٹ سے پورے کئے جاتے ہیں۔

(ج) درج بالا اداروں میں خواتین کو صرف ہنر سکھائے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنے پاؤں پر خود کھڑی ہو سکیں اور اپنا کاروبار شروع کر سکیں۔

(د) ضلعی انتظامیہ نے ٹاؤن کی سطح پر صنعت زار شروع کرنے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن اس پر فی الحال کوئی پیش رفت نہ ہوئی ہے۔

لاہور میں محکمہ سماجی بہبود کے ہاسٹل کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3235: جناب **محمد نوید انجم**: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کس کس جگہ محکمہ کے ہاسٹل ہیں ہر ہاسٹل میں کتنے کمرے ہیں؟

(ب) یہ ہاسٹل کب تعمیر کئے گئے تھے نیز ہر ہاسٹل کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ج) ان ہاسٹل کے سال 08-2007 اور 09-2008 کے اخراجات بتائیں؟

(د) ان ہاسٹل میں کن کن کو کن شرائط پر رہائش الاٹ کی جاتی ہے اور رہائش الاٹ کرنے کی مجاز اتھارٹی کون ہے؟

(ہ) کیا حکومت لاہور شہر میں مزید ہاسٹل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) لاہور میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام دو ہاسٹل کام کر رہے ہیں جن میں سے ایک گلشن راوی اور دوسرا قصر بہبود ماڈل ٹاؤن میں کام کر رہے ہیں۔ قصر بہبود ماڈل ٹاؤن ہاسٹل میں کل 23 کمرے ہیں۔ جن میں سے 22 کمرے رہائش کے طور پر جبکہ ایک کمرہ آفس کے استعمال کے لئے مختص ہے۔ گلشن راوی ہاسٹل میں کل 35 کمرے ہیں جن میں سے دو کمرے آفس کے استعمال کے لئے جبکہ 33 کمرے رہائش کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔

(ب) گلشن راوی ہاسٹل 1998 جبکہ ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن میں واقع ہاسٹل 1989 میں تعمیر کئے گئے تھے نیز یہ دونوں ہاسٹل تقریباً 02 کنال رقبے پر واقع ہیں۔

(ج) ماڈل ٹاؤن قصر بہبود ہاسٹل کے 08-2007 کے کل اخراجات -/575,175 اور سال 09-2008 کے کل اخراجات -/571349 روپے جبکہ گلشن راوی ہاسٹل کے سال 08-2007 کے کل اخراجات 1320689 جبکہ 09-2008 کے کل اخراجات -/1,853,667 روپے ہیں۔

(د) ان ہاسٹلز میں ایسی ملازمت پیشہ خواتین جو کسی سرکاری یا پرائیویٹ ادارے میں کام کر رہی ہوں اور ان کا تعلق لاہور سے نہ ہو کو رہائش دی جاتی ہے۔

(ہ) محکمہ سماجی بہبود لاہور میں مزید ہاسٹل قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن اس کا انحصار زمین کی مناسب جگہ پر فراہمی اور مالی وسائل کی دستیابی پر ہے۔

اوکاڑہ / پاکپتن میں قائم دارالامان سے متعلقہ تفصیلات

*3311: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ اور ضلع پاکپتن شریف میں کتنے دارالامان ہیں اور کس کس تحصیل میں ہیں؟

(ب) ان اداروں میں کتنا عملہ کام کر رہا ہے، گریڈ اور نام سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ان دارالامان میں کتنی خواتین و بچے قیام پذیر ہیں؟

(د) ان بلڈنگز کا کتنا کرایہ ادا کیا جا رہا ہے اور یہ کتنے کمروں پر مشتمل ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع اوکاڑہ اور پاکپتن میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام ایک ایک دارالامان کام کر رہا ہے اور وہ تحصیل اوکاڑہ اور پاکپتن میں واقع ہیں۔

(ب) ان اداروں میں کام کرنے والے عملے کی تفصیل درج ذیل ہے:

ضلع اوکاڑہ

نام	گریڈ	عہدہ
فرحت حسین	17	سپرنٹنڈنٹ
عبداللہ ارشاد	14	اسسٹنٹ
نسرین لیاقت	12	کمپیوٹر آپریٹر
صائمہ سلیم	08	مذہبی معلمہ
شازیہ سلیم	08	ہینڈی کرافٹ ٹیچر
شوکت علی	02	نائب قاصد

محمد اسلم	02	نائب قاصد
محمد رمضان	02	باورچی
شریف مسیح	01	سویپر/خاکروب
	02	چوکیدار

ضلع پاکپتن

نام	گریڈ	عہدہ
عبدالرحمن	17	سپرنٹنڈنٹ
ذاکر حسین	12	کمپیوٹر آپریٹر
شازیہ منیر	08	
جمیلہ اقبال	08	مذہبی معلمہ
اعجاز مسیح	01	سویپر/خاکروب
عبدالرحمن	02	چوکیدار
محمد یٰسین	02	نائب قاصد

(ج) ان دارالامانوں میں اس وقت 23 خواتین اور 5 بچے موجود ہیں۔

(د) ضلع اوکاڑہ میں بلڈنگ کا کرایہ -/25000 روپے ماہانہ ہے اور اس میں کل 4 بڑے کمرے مع تین باتھ روم اور کچن موجود ہیں۔

ضلع پاکپتن میں بلڈنگ کا کرایہ -/24000 روپے ماہانہ ہے اور اس میں کل 12 کمرے موجود ہیں۔

ڈی جی سماجی بہبود کو فراہم کردہ فنڈز کی تفصیلات

*3312: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 09-2008 کے دوران ڈی جی سماجی بہبود کو کتنی رقم بجٹ میں کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ترقیاتی اور کتنی رقم غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) اس عرصہ کے دوران ڈی جی سماجی بہبود کے تحت جو ترقیاتی کام ہوئے ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت سے آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) ڈائریکٹر جنرل سماجی بہبود کو سال09-2008 کے دوران کل 367.851 ملین روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا جس میں36.815 ملین روپے غیر ترقیاتی اخراجات اور331.036 ملین روپے ترقیاتی منصوبوں کے لئے فراہم کئے گئے۔ان رقومات کی مدوار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال09-2008 کے دوران ترقیاتی اخراجات کی مد میں310.768 ملین روپے خرچ کئے گئے جبکہ غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں26.489 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر 14.339 ملین روپے جبکہ ٹی اے/ڈی اے کی مد میں0.348 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(د) سال09-2008 کے دوران ڈائریکٹر جنرل سماجی بہبود کے تحت کئے گئے ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب میں قائم دارالامان اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*3314:چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنے دارالامان ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ اداروں کے لئے06-2005اور08-2007 میں کتنا بجٹ مختص کیا گیا؟

(ج) کیامذکورہ اداروں میں صاف پانی کی فراہمی کے لئے کوئی منصوبہ شروع کیا گیا تھا اگر ہاں تو کب اور کیااس منصوبہ پر کام ہوا ہے، اگر ہاں تو پراگریس سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ منصوبہ کو سرخ فیتہ کا شکار کر دیا گیا ہے؟

(ہ) جن اہلکاروں اور افسران کی عدم دلچسپی وغفلت کے باعث مذکورہ منصوبہ التواء کا شکار ہے، ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام کل 34 دارالامان کام کر رہے ہیں جو کہ ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر ماسوائے ننکانہ صاحب اور چنیوٹ میں واقع ہیں۔

(ب) مذکورہ اداروں کے لئے سال 06-2005 میں کل 37.840 ملین روپے اور سال 08-2007 میں کل 40.500 ملین روپے مختص کئے گئے۔

(ج) کیونکہ تمام دارالامانوں میں محکمہ صاف پانی مہیا کر رہا ہے لہذا ایسا کوئی علیٰحدہ منصوبہ شروع نہ کیا گیا ہے۔

(د) چونکہ ایسا کوئی منصوبہ شروع ہی نہ ہوا ہے لہذا اس کا سرخ فیتہ کا شکار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ہ) چونکہ ایسا کوئی منصوبہ شروع ہی نہ ہوا ہے لہذا اس کے التواء کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

لاہور۔ورکنگ وومن ہاسٹلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3343: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب بھر میں سوشل ویلفیئر کے تحت کتنے ورکنگ وومن ہاسٹلز ہیں؟

(ب) لاہور میں سوشل ویلفیئر کے تحت بنائے گئے ورکنگ وومن ہاسٹلز کہاں کہاں پر واقع ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) لاہور میں سوشل ویلفیئر کے تحت بنائے گئے ورکنگ وومن ہاسٹلز میں کل کتنی خواتین رہائش پذیر ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام اس وقت کل 10 ہاسٹل کام کر رہے ہیں جو مندرجہ ذیل شہروں میں واقع ہیں۔لاہور، سرگودھا، گوجرانوالہ، ملتان، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، راولپنڈی، فیصل آباد۔

(ب) لاہور میں سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام دو ورکنگ وومن ہاسٹلز کام کر رہے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ ہاسٹل فار ورکنگ وومن قصر بہبود ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن 12 ایم بلاک لاہور
2۔ ہاسٹل فار ورکنگ وومن گلشن راوی سوک سنٹر، لاہور

(ج) ہاسٹل فار ورکنگ وومن گلشن راوی میں اس وقت کل 44 خواتین رہائش پذیر ہیں جبکہ ہاسٹل فار ورکنگ وومن ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن میں اس وقت کل 60 خواتین رہائش پذیر ہیں۔

لاہور میں "دستک" کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3386: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں "دستک" کے کل کتنے ادارے ہیں، نیز یہ ادارے لاہور میں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) لاہور میں یکم جنوری تا یکم مئی 2009 اس ادارے میں کتنے بچوں نے پناہ لی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) دستک محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ نہ ہے۔

(ب) دستک اے جی ایچ ایس لیگل ایڈ سیل کا پراجیکٹ ہے جو کہ سوسائٹی ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

لاہور شہر میں خواتین کو دستکاری کی سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*3424: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں عورتوں کو دستکاری کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے کتنے سکول کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنے دستکاری سکول بند ہیں اور کیوں؟

(ج) حکومت لاہور میں بند دستکاری سکولوں کو فعال بنانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) ان دستکاری سکولوں کو 09-2008 میں کتنے فنڈز فراہم کئے گئے، آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام لاہور میں کوئی دستکاری سکول کام نہیں کر رہا۔ تاہم محکمہ سے رجسٹرڈ غیر سرکاری فلاحی تنظیموں کے زیر انتظام 40 دستکاری سکول کام کر رہے ہیں۔ جس میں محکمہ دستکاری سکول کی ٹیچر کو ماہانہ -/500 روپے اعزازیہ دیتا ہے۔

(ب) 10 دستکاری سکول بند ہیں یہ دستکاری سکول بند ہونے کی وجہ دستکاری ٹیچر کا ماہانہ اعزازیہ صرف -/500 روپے ہونا ہے۔

(ج) ان بند دستکاری سکولوں کو دوبارہ فعال بنانے کے لئے محکمہ نے دستکاری ٹیچرز کے اعزازیہ میں اضافہ کی سمری وزیر اعلیٰ کو بھجوا دی ہے جس کی منظوری کی صورت میں امید کی جاتی ہے کہ یہ دستکاری سکول بھی فعال ہو جائیں گے۔

(د) ان دستکاری سکولوں کو 09-2008 میں مبلغ -/237000 روپے دستکاری ٹیچر کے اعزازیہ کی مد میں دیئے گئے۔

پی پی۔63 فیصل آباد محکمہ سماجی بہبود کے قائم کردہ اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3503: جناب محمد اجمل: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔63 فیصل آباد میں سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران محکمہ سماجی بہبود نے کتنی رقم کس کس منصوبہ پر خرچ کی؟

(ب) اس حلقہ میں محکمہ کے کتنے ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ج) ان اداروں میں کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) ان میں سے کتنے اداروں میں خواتین کو تعلیم دی جا رہی ہے؟

(ہ) ان اداروں میں کتنی خواتین تعلیم حاصل کر رہی ہیں؟

(و) حکومت اس حلقہ میں مزید کتنے ادارے خواتین کی فلاح بہبود کے لئے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود نے سال08۔2007اور09۔2008 کے دوران سرکاری طور پر کسی منصوبہ پر کوئی رقم خرچ نہ کی ہے کیونکہ محکمہ کے سرکاری ادارے صرف ضلعی سطح پر قائم ہوتے ہیں۔

(ب) اس حلقہ میں محکمہ سماجی بہبود کا کوئی سرکاری ادارہ نہیں چل رہا۔ تاہم محکمہ کے تحت رجسٹرڈ ہونے والی دس فلاحی تنظیمیں کام کر رہی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اداروں میں عام تعلیم کے ساتھ ساتھ کڑھائی سلائی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(د) ان میں سے چار اداروں میں خواتین کو تعلیم دی جاتی ہے۔

(ہ) اس وقت 75 خواتین ان اداروں میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

(و) سر دست ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے اور حکومتی سطح پر کوئی اطلاع نہ ہے تاہم فلاحی تنظیموں کے قیام کی حوصلہ افزائی ضرور کی جائے گی۔

فیصل آباد شہر میں ورکنگ وومن ہاسٹل کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3505: **جناب محمد اجمل:** کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں کس کس جگہ ورکنگ وومن ہاسٹلز ہیں؟

(ب) ان ہاسٹلز کے سال08۔2007اور09۔2008 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) حکومت اس شہر میں ضرورت کے مطابق کتنے ہاسٹل مزید بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کا ایک ہی ورکنگ وومن ہاسٹل ہے جو کہ D-508 پیپلز کالونی نمبر 1 سوشل ویلفیئر کمپلیکس فیصل آباد میں واقع ہے۔

(ب) سال08۔2007 کا خرچہ -/937984 روپے اور برائے سال09۔2008 کا خرچہ -/934565 روپے ہے۔

(ج) سر دست ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ تاہم ضرورت کے مطابق مزید ہاسٹلز کی تجویز دی جاسکتی ہے۔

ضلع فیصل آباد میں محکمہ سماجی بہبود میں بھرتی کی تفصیلات

*3828: خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2005 سے 30۔جون2009 تک ضلع فیصل آباد میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں اشتہارات دے کر کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) فہرست (ضمیمہ-1) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) میرٹ بنانے کا طریقہ اور میرٹ لسٹ (ضمیمہ-2) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کی فہرست (ضمیمہ-3) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) بھرتی باقاعدہ اخبارات میں اشتہارات دے کر کی گئی ان اخبارات کے تراشے (ضمیمہ-4) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ہ) کسی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

ضلع فیصل آباد میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے اداروں کی تفصیلات

*3830: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے تحت کون کون سے ادارے قائم کئے گئے ہیں؟

(ب) سوشل ویلفیئر کے تحت خواتین کے لئے کتنے ادارے قائم کئے گئے ہیں، ان اداروں میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کون کون سے پروگرام ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس ضلع میں خواتین کے لئے موجودہ اداروں کی تعداد بہت کم ہے؟

(د) کیا حکومت اس ضلع میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے مزید ادارے کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع فیصل آباد میں 05 سرکاری ادارہ جات کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

1۔ دارالامان 2۔ صنعت زار 3۔ نگہبان سنٹر

4۔ ڈے کیئر سنٹر 5۔ ہاسٹل فار ورکنگ وومن

(ب) فیصل آباد میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے تین ادارے کام کر رہے ہیں۔

1۔ دارالامان 2۔ صنعت زار 3۔ ہاسٹل فار ورکنگ وومن

دارالامان:

دارالامان میں ایسی بے سہارا خواتین جو کہ عدالت کے ذریعے اپنی مرضی یا NGO's کے ذریعے آتی ہیں ان کو عارضی تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ اس دوران ان کو رہائش، کھانا پینا اور قانونی معلومات اور صحت کی سہولیات بھی مہیا کی جاتی ہیں۔

صنعت زار:

اس ادارہ میں خواتین کو کڑھائی، سلائی اور کٹنگ، فائبر گلاس میکنگ، پینٹنگ بیوٹیشن کورس، فلاور میکنگ، لیدر ورک، ڈریس میکنگ وغیرہ کے کورسز کروائے جاتے ہیں۔

ہاسٹل برائے ملازمت پیشہ خواتین:

اس ادارہ میں ملازمت پیشہ خواتین کو نہایت مناسب قیمت پر رہائش فراہم کی جاتی ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(د) محکمہ سماجی بہبود آئندہ مالی سال میں تحصیل کی سطح پر خواتین کو تربیت دینے کے لئے صنعت زار قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس سلسلے میں منصوبہ آئندہ سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا جائے گا۔

Adult Beggary پر بنائی گئی ٹاسک فورس کی تفصیلات

*3939: ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر سماجی بہبودازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Adult Beggary پر ایک ٹاسک فورس بنائی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹاسک فورس کے ذریعے beggary کی curse کو ختم کرنے کے لئے plan برائے implementation دیا تھا اگر ہاں تو مذکورہ plan کو اب تک implement نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود نے مذکورہ پلان کو implement کرنا شروع کر دیا ہے اور اس سلسلے میں ابتدائی طور پر لاہور میں بیگرز ہوم بنانے کے لئے محکمہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ایک سکیم شامل کر دی گئی ہے۔ سکیم ہذا کا PC-I منظور ہو چکا ہے اور عنقریب اس کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے کام شروع کر دیا جائے گا۔

صوبہ پنجاب میں یتیم خانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3946: ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سوشل سیکٹر کے orphanages کے لئے پچھلے مالی سال کے دوران کتنی رقم مختص کی گئی؟

(ب) orphanages پر کتنی رقم فی بچہ فی سال کے حساب سے پچھلے دو سالوں میں خرچ ہوئی؟

(ج) صوبہ پنجاب میں کل کتنے orphanages ہیں اور ہر orphanage میں کل کتنے بچے داخل ہیں؟

(د) ہر orphanage میں سٹاف کی تعداد کتنی ہے ان کے نام، عہدے، گریڈ، جگہ تعیناتی اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے؟

(ہ) کیا non-government orphanages محکمہ سوشل ویلفیئر کے پاس registered ہیں نیز already registered orphanages کو renew کرتے وقت کیا criteria ملحوظ رکھا جاتا ہے، تفصیل سے مطلع کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ ادارے 2004 تک The Punjab Supervision and Control of Children Home Act 1976 کے تحت محکمہ سوشل ویلفیئر کے کنٹرول میں تھے لیکن 2004 کے بعد یہ ایکٹ Punjab Destitute and Neglected Children Act 2004 (Act XVIII of 2004) کے تحت تبدیل ہو گیا ہے اور ان اداروں کا انتظام محکمہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے پاس چلا گیا ہے۔

(ب) 2007-08 میں کل -/912201 اور 2008-09 میں -/1035022 روپے خرچ ہوئے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صوبہ پنجاب میں کل 26 یتیم خانے ہیں تین گورنمنٹ کے ہیں۔جن کے نام یہ ہیں ایک ماڈل چلڈرن ہوم انجمن سلیمانیہ سمن آباد لاہور، دو دارالاطفال (مردانہ) یتیم خانہ بہاولپور تین دارالاطفال (زنانہ) یتیم خانہ بہاولپور اور (23) پرائیویٹ سیکٹر کے ہیں یہ تعداد 2004 تک کی ہے۔

(د) گورنمنٹ کے تین ادارے ہیں۔

1۔ انجمن سلیمانیہ سمن آباد لاہور

2۔ دارالاطفال (مردانہ) یتیم خانہ بہاولپور

3 دارالاطفال (زنانہ) یتیم خانہ بہاولپور، سٹاف کے بارے میں معلومات منسلک ہیں۔

(ہ) 2004 تک محکمہ سوشل ویلفیئر Non Govt. Orphanage کو The Punjab Supervision and Control of Children Home Act, 1976 کے تحت Renew کرتا رہا ہے۔اس وقت ان کی

تعداد 23 تھی۔ اس کے علاوہ تین ادارے گورنمنٹ کے ہیں لیکن 2004 کے بعد یہ ایکٹ Punjab Destitute and Neglected Children Act 2004 (Act XVIII of 2004) کے تحت تبدیل ہو گیا ہے اور ان یتیم خانوں کا انتظام محکمہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے پاس چلا گیا ہے۔

ذہنی معذور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*3953: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں ذہنی معذور بچوں کے لئے کتنے ادارے کن کن شہروں میں کام کر رہے ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) ان اداروں میں ذہنی معذور بچوں کی فلاح و بہبود اور تربیت کے لئے حکومت مزید کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ سماجی بہبود، ترقی خواتین اور بیت المال کی جانب سے قائم کردہ صرف ایک ادارہ ذہنی معذور بچوں (لڑکوں) کے لئے لاہور میں چمن کے نام سے قائم ہے۔

(ب) ادارہ چمن میں معذور بچوں کو ڈے کیئر، نفسیاتی علاج / تھراپی، خوراک، تعلیم، کھیل جیسی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ذہنی معذور بچوں کی بہتر نگہداشت اور دیکھ بھال کے نقطہ نظر سے ان کے اہلخانہ / کنبہ کے افراد کی بھی کونسلنگ کی جاتی ہے۔

رجسٹرڈ سماجی بہبود تنظیموں کے آڈٹ کی تفصیلات

*4097: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سماجی بہبود رجسٹرڈ سماجی بہبود کی تنظیموں کو مالی امداد فراہم نہیں کرتا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رجسٹرڈ سماجی تنظیمیں ملک کے مختلف اداروں سے براہ راست مالی امداد حاصل کرتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تنظیموں پر یہ لازم ہے کہ وہ ہر سال اپنا آڈٹ کروائیں اگر وہ قانون کے مطابق آڈٹ نہیں کرواتیں تو ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کی طرف سے کسی بھی رجسٹرڈ سماجی تنظیم کو براہ راست مالی امداد فراہم نہیں کی جاتی۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) جی ہاں! آڈٹ نہ کروانے کی صورت میں Voluntary Social Welfare Agencies (R&C) Control Ordinance 1961 کی شق 10 کے تحت متعلقہ NGO کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے۔ جس کے تحت NGO کی رجسٹریشن کی تنسیخ کی جا سکتی ہے اور اس کے اثاثہ جات کسی اور NGO کو منتقل کئے جا سکتے ہیں۔

ضلع قصور۔خواتین کی ویلفیئر کے اداروں کی تفصیلات

*4343: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں خواتین کے لئے محکمہ کے زیر کنٹرول جو ادارہ جات کام کر رہے ہیں ان کی تعداد مع نام و مقام بیان کریں اور یہ ادارے خواتین کی ترقی کے لئے کیا کیا فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) کیا خواتین کی ویلفیئر اور بے روزگاری کم کرنے کے لئے 10-2009 کے بجٹ میں کوئی منصوبہ ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع قصور میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام دو ادارے کام کر رہے ہیں جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

1- صنعت زار 2- دارالامان

صنعت زار:

صنعت زار کوٹ رکن دین ضلع قصور میں واقع ہے اور اس میں درج ذیل شعبہ جات میں تربیت فراہم کی جارہی ہے:-

کڑھائی، سلائی اور کٹنگ، فائبر گلاس میکنگ، پینٹنگ، بیوٹیشن کورس، فلاور میکنگ، لیدر ورک، ڈریس میکنگ۔ سال 08-2007 کے دوران ان صنعت زاروں سے کل 470 خواتین کو تربیت فراہم کی گئی۔

دارالامان:

دارالامان نزد پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک تحصیل روڈ ضلع قصور میں واقع ہے۔ دارالامان میں ایسی بے سہارا خواتین جو کہ عدالت کے ذریعے اپنی مرضی یا NGO's کے ذریعے آتی ہیں ان کو عارضی تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ اس دوران ان کو قانونی معلومات اور صحت کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود خواتین کو تربیت فراہم کر کے ان کی خود انحصاری کے لئے کام کرتا ہے اور اس مقصد کے لئے صنعت زار قائم کئے گئے ہیں۔ دوران سال محکمہ سماجی بہبود نے صنعت زار میں navtec کے تعاون سے شام کی کلاسز کا اجرا کرنے کے لئے پی سی-I بنا لیا ہے جو کہ منظوری کے لئے navtec کو بھجوا دیا گیا ہے۔ جیسے ہی اس پی سی-I کی منظوری ہو گی صنعت زار میں شام کی کلاسز کا اجرا کر دیا جائے گا۔ جس سے خواتین کو خود انحصار کرنے میں مدد ملے گی۔

سال 09-2008، میں محکمہ سماجی بہبود کے ترقیاتی و غیر ترقیاتی منصوبوں کی تفصیلات

*4344: **شیخ علاؤالدین:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 09-2008 کے دوران ڈی جی سماجی بہبود کو کتنی رقم بجٹ میں کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ترقیاتی اور کتنی غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) تحصیل چونیاں میں اس بجٹ سے کتنے منصوبوں پر کام ہوا؟

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران ڈی جی سماجی بہبود کے زیر کنٹرول جو جو ترقیاتی کام سرانجام دیئے گئے ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) مالی سال 09-2008 کے دوران ڈی جی سماجی بہبود کو کل 1038.767 ملین روپے فراہم کئے گئے۔

(ب) 362.900 ترقیاتی اخراجات کے لئے اور 675.867 غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے فراہم کئے گئے جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل چونیاں میں اس سال کے دوران کسی منصوبہ پر کام نہیں ہوا۔

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران کئے گئے ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! زکوۃ و عشر کے متعلق سوالات والے دن وزیر موصوف نے یقین دہانی کروائی تھی کہ وہ جلد ہی کمیٹیوں کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔ Next day بھی جب میں نے یہ سوال raise کیا تو کہا گیا کہ رپورٹ آرہی ہے تو میں آپ کے توسط سے معزز وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وہ رپورٹ گلگت بلتستان سے آرہی ہے کہ آج چار دن بعد بھی وہ رپورٹ اس ایوان میں پیش نہیں ہورہی؟ یہ زیادتی کی انتہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ریکارڈ چیک کریں وہ رپورٹ جمعہ کے دن پیش کر دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ رپورٹ آچکی ہے اور کل circulate ہو جائے گی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان کی توجہ انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جیسا کہ میرے تمام معزز بھائیوں کے علم میں ہو گا کہ بسنت کے نام پر ایک غیر اسلامی تہوار منانے کی وجہ سے بہت سے معصوم بچے، جوان بھائی اور بزرگ گلے پر دھاتی ڈور پھر جانے کی وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ چند لوگوں کے لئے یہ amusement تھی لیکن بہت سے لوگ اپنی قیمتی جانیں، بہت سی مائیں اپنے بیٹے، بہت سی بہنیں اپنے جوان بھائی، بہت سے ماں باپ اپنے معصوم بچے گنوا بیٹھتے تھے میں اس سلسلے میں حکومت پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس غیر اسلامی تہوار پر پابندی لگائی گئی اور ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کی طرف سے بھی بسنت کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے اس کے منانے پر پابندی لگائی گئی لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک [***] شخص جو اس صوبے کا گورنر بنا بیٹھا ہے اور آج بھی جب میں آ رہا تھا تو دیکھا کہ وہ ایک ٹی وی انٹرویو پر کہہ رہا تھا کہ میں پتنگ اڑاؤں گا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ میں اس صوبے کے معصوم بچوں کا قاتل بنوں گا۔ میں اس ایوان کے ذریعے اس [***] شخص کو یہ پیغام بھجوانا چاہتا ہوں کہ اگر اسے اس طرح قانون کی دھجیاں بکھیرنے کا بہت شوق ہے تو مہربانی کر کے صوبے سے باہر نکلے اور وہاں پر جا کر جتنی چاہے پتنگیں اڑائے۔ اگر اس نے اس طرح کی بدتمیزیاں جاری رکھیں تو میں اسے یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اس صوبے کے عوام اس [***] شخص کو ایک پتنگ بنا کر ہوا میں اڑا دیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

(اس مرحلہ پر جناب علی حیدر نور خان نیازی ایوان سے باہر چلے گئے)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! [*****] جو یہ گورنر کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈار صاحبہ کے الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور نیازی صاحب کے[***] کے الفاظ بھی کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نیازی صاحب کو اپنی بات کا جواب بھی اخلاقی طور پر سننا چاہئے تھا اور وہ اپنی بات کہہ کر باہر چلے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جی لغاری صاحب! انہیں اس طرح جانا نہیں چاہئے تھا کیونکہ اول تو انہیں اس طرح کی بات کرنی نہیں چاہئے تھی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ان کے الفاظ حذف کروائے جائیں۔

(اس موقع پر علی حیدر نور خان نیازی ایوان میں واپس آ گئے)

(اس مرحلہ پر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار علی حیدر نور خان نیازی کی طرف لپکیں تو انہیں محترمہ نگہت ناصر شیخ نے روک لیا)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے already وہ الفاظ حذف کروا دیئے ہیں۔ اس وقت توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 372 حاجی اللہ رکھا صاحب کا ہے۔ جی، حاجی صاحب!

لاہور میں نوجوان لڑکی کے اغواء و قتل کی تفصیلات

جناب اللہ رکھا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے توجہ دلاؤ نوٹس کا نمبر 372 ہے۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 3- فروری 2010 کو گلشن راوی لاہور کی رہائشی شادی شدہ خاتون ثمرین شہباز کو سسرالی خاندان نے اغواء کیا اور تشدد کر کے قتل کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کا مقدمہ تھانہ گلشن راوی لاہور میں مقدمہ نمبر 10/81 درج ہوا، یہ مقدمہ کن کن دفعات کے تحت درج ہوا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے ابھی تک نامزد ملزمان کو گرفتار نہیں کیا جو ملزمان پکڑے ہیں وہ بطور مہمان خاص تھانہ میں رہ رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس واقعہ میں نامزد ملزمان گرفتار کرنے، ان کے خلاف مقدمہ دہشت گردی کی عدالت میں چلانے اور ان کے سرپرست پولیس ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) سردست دوران تفتیش سسرالی خاندان کا ثمرین شہباز کو اغواء اور قتل کرنا سامنے نہ آیا ہے بلکہ بلال الٰہی ولد منظور الٰہی ملزم کا مسماۃ ثمرین شہباز کو اغواء کرنا سامنے آیا ہے۔ مغویہ کی آخری location بمطابق موبائل فون ریکارڈ کراچی پائی گئی ہے۔

(ب) خرم شہباز مدعی کی پیش کردہ درخواست پر جرم 346/34 ت،پ کا اطلاق پایا جا کر مقدمہ درج ہوا جو بعد اندراج مقدمہ دوران تفتیش مورخہ 2010-2-10 کو حسب درخواست ملک اعجاز خاوند مغویہ ثمرین شہباز جرم 380,496A ت،پ کا اطلاق پایا گیا۔

(ج) نامزد ملزمان ملک اعجاز علی، شہباز علی، امجد علی مسماۃ کوثر پروین اور مسماۃ افشاں کو شامل تفتیش کیا گیا۔ بے گناہ پائے جانے پر تفتیش سے فارغ کیا گیا۔

(د) اب تک تفتیش مقدمہ عمل میں لائے جانے پر کسی پولیس ملازم کی دونوں فریقین کے ملزمان کی سرپرستی کرنا سامنے نہ آیا ہے۔ مزید برآں حالات تفتیش سے دفعات مقدمہ ہذا انسداد دہشت گردی ایکٹ کے زمرے میں نہ آتی ہیں۔ تفتیش مقدمہ محمد شفیق SI انچارج تھانہ گلشن راوی عمل میں لائی جارہی ہے۔ تفتیشی آفیسر کو ہدایت کی گئی ہے کہ مقدمہ ہذا میں ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر کے مغویہ کو برآمد کر کے اور مقدمہ کو حقائق کی روشنی میں انصاف کے تقاضوں کو پورا رکھتے ہوئے میرٹ پر یکسو کیا جائے۔

جناب سپیکر! بلال الہیٰ کے ساتھ مغویہ اپنی مرضی سے گئی تھی اور ان کی location کے بعد وہاں سے trace out کر لیا گیا ہے اور ایک آدھ دن میں انہیں باضابطہ طور پر یہاں عدالت میں پیش کر کے مقدمہ کو حقائق کے مطابق یکسو کیا جائے گا اور اس میں تشدد اور قتل کرنے کا عنصر بالکل نہیں پایا جاتا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس ایوان میں وزراء کے لئے ان کی سیٹیں مخصوص ہیں لیکن میں دیکھ رہی ہوں کہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب پچھلی نشستوں پر بیٹھے ہیں تو آپ انہیں کہیں کہ وہ اپنی نشست پر تشریف لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ اپنی سیٹ پر آگے تشریف لائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر آبکاری و محصولات میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن
عقبی نشست سے اٹھ کر وزراء کی مخصوص سیٹ پر آ گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس 373 جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ جی۔

جناب محمد نوید انجم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے توجہ دلاؤ نوٹس کا نمبر 373 ہے۔

لاہور میں ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر ایک شخص کی ہلاکت

جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 10۔فروری 2010 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق لال پل لاہور کے رہائشی 30 سالہ عامر کو ڈاکوؤں نے مغلپورہ میں گولی مار دی جو ہسپتال جاتے ہوئے دم توڑ گیا؟

(ب) اس کا مقدمہ کس تھانہ میں کن کن دفعات کے تحت درج ہوا ہے؟

(ج) کیا اس مقدمہ میں قتل کے علاوہ ڈکیتی کی دفعات بھی لگائی گئی ہیں؟

(د) اس واقعہ کی تفتیش کن کن پولیس ملازمین نے کی ہے؟

(ذ) اب تک کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اگر کوئی گرفتاری نہیں ہوئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ مورخہ 2010-2-9 کو مقتول عامر محمود موٹر سائیکل پر سوار ہو کر اپنے گھر واقع گنج بازار مغلپورہ جا رہا تھا کہ شالامار ہسپتال کے ساتھ والی گلی میں دو نامعلوم افراد کے ساتھ بحث و تکرار ہوئی جس پر اس کو فائر لگا اور ہسپتال لے جاتے ہوئے دم توڑ گیا۔

(ب) وقوعہ ہذا کی بابت مقدمہ نمبر 127/2010 مورخہ 2010-2-9 بجرم 302/34 ت پ تھانہ مغلپورہ لاہور رجسٹرڈ ہوا۔

(ج) حالات و واقعات کے مطابق ڈکیتی کا وقوعہ ثابت نہ ہوا ہے۔

(د) مقدمہ کی بابت تفتیش بذریعہ اظہار حسین انسپکٹر انچارج انوسٹی گیشن مغلپورہ ہمراہ شوکت علی سب انسپکٹر لائی جا رہی ہے۔

(ہ) نامعلوم ملزمان کی گرفتاری کے لئے ٹیم تشکیل دی گئی ہے۔ انشاء اللہ جلد از جلد نامعلوم ملزمان کو trace کر کے گرفتاری عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں نے اس پر متعلقہ ایس پی کی محرک حاجی نوید انجم صاحب کے ساتھ بٹھا کر بات کروائی ہے اور سارے معاملے کو discuss بھی کیا ہے۔ ان کے پاس کچھ clue ہیں جن کو ابھی open کرنا تفتیش کو damage کر سکتا ہے۔ انشاءاللہ within next two weeks یہ مقدمہ work out ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ جی، شیخ صاحب! آپ کی بات سے پہلے میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ جو منسٹرز صاحبان آپ کے ساتھ بیٹھتے تھے آج سارے علیحدہ ہو کر بیٹھے ہیں۔ خیر تو ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ Valentine Day کا reaction ہے۔(قہقہہ)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! ان کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم مسئلہ آپ کے علم میں لا رہا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ لاہور کی نئی نئی سڑکوں کو توڑا جا رہا ہے۔ میں صرف ایک واقعہ اس معزز ایوان کے علم میں لا رہا ہوں۔ گلبرگ میں PTCL والوں نے سڑکیں توڑیں، میں نے اس بارے میں تھوڑی سی معلومات حاصل کیں تو آپ کو سن کر حیرانگی ہو گی کہ TMA گلبرگ کا letter مجھے دکھایا گیا۔ جو بات میں کرنے لگا ہوں یہ بہت important ہے اس میں کروڑوں روپے کا مسئلہ ہے۔ مجھے letter دکھایا، پھر Demand Notice دکھایا اور اس کے ساتھ ایک Pay Order کی کاپی بھی لگی ہوئی تھی۔ میں نے کمشنر لاہور ڈویژن سے بات کی انہوں نے concerned TMA Office کو کہا کہ اس کی انکوائری کرو۔ جب موقع پر ایکسیئن آیا تو آپ سن کر حیران ہوں گے کہ اس نے میرا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہم نے یہ گیارہ لاکھ روپے کا ان کو Demand Notice دیا تھا لیکن انہوں نے Demand Notice جمع ہی نہیں کروایا اور پورے علاقے کی نئی سڑکیں تباہ کر دیں۔ جب ان کو پتا لگا کہ یہ معاملہ میرے علم میں آ گیا ہے تو انہوں نے راتوں رات ہی اس کو عام مٹی سے بند کر دیا۔ ثبوت موجود ہے، میرے پاس letter بھی ثبوت کے طور پر موجود ہے۔ اسی طرح منٹگمری روڈ کو توڑ دیا ہے۔ حالانکہ طریقہ یہ ہے کہ پہلے Demand Notice issue کیا جاتا ہے، اس پر ایک Pay Order بنک سے بنوالیا جاتا ہے پھر اس Pay Order کی فوٹو کاپی کر کے موقع پر دکھا دی جاتی ہے۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ وہ میں بتاتا ہوں۔ فرض کیجئے کہ بیس لاکھ روپے کا Demand Notice تھا اور بیس لاکھ کا Pay Order بن گیا۔ عملے کے ساتھ مل کر پانچ لاکھ، چھ لاکھ روپے میں دن رات لگا کر digging کی اور سڑک تباہ کر دی۔ اس کے بعد، patch work تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ practically رقم تو آئی ہی نہیں۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ پھر funding ہوتی ہے، پھر estimation ہوتی ہے اور کروڑوں روپے کی سڑکیں اس طرح توڑی جا رہی ہیں۔ میرے پاس ثبوت موجود ہیں۔ میں آپ سے

کہتا ہوں کہ اس پر ابھی کمیٹی بنائی جائے اور میں ابھی دس منٹ میں ثبوت دیتا ہوں۔ یہ دیکھیں کہ صرف لاہور کی سڑکوں میں کتنا پیسا کھایا گیا اور یہ کون لوگ ہیں جو اس طرح Demand Notice issue کرکے صرف Pay Order کی بنیاد پر digging کروا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ کافی important issue ہے۔ شیخ صاحب! آپ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب سے مل لیں چونکہ ان کا تعلق بھی لاہور سے ہے۔ لاء منسٹر صاحب سے بھی آپ بات کر لیں کیونکہ یہ واقعی بہت important مسئلہ ہے۔ آپ کو House میں ہی اس کا جواب دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو local bodies کو deal کرتے ہیں کیونکہ TMAs ان کے نیچے آئیں گے اگر مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اس کو دیکھ لیں تو ٹھیک ہے کیونکہ پتا نہیں لگ رہا ہے کہ کون کس کو deal کر رہا ہے۔ آپ بتا دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار دوست محمد خان کھوسہ صاحب موجود نہیں ہیں اس لئے میں نے ان کے ذمہ لگایا ہے یہ House میں اس کا جواب دیں گے۔ منسٹر صاحب! آپ نے کل تک اس کا جواب positively لے کر دینا ہے کیونکہ یہ بڑا grave issue ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی بھی سڑکیں توڑی جا رہی ہیں اور اسی ڈرامے بازی سے توڑی جا رہی ہیں۔

وزیر کھیلیں، امور نوجوانان و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تنویر الاسلام صاحب!

وزیر کھیلیں، امور نوجوانان و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں House میں نہیں تھا ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے فاضل ممبر نے گورنر پنجاب جناب سلمان تاثیر کے بارے میں بات کی ہے میں اس کی سخت مذمت کرتا ہوں۔ میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ جب last time یہ معاملہ اٹھا تھا تو چیف منسٹر پنجاب نے بھی کہا تھا کہ ہمیں پتنگ بازی پر کوئی objection نہیں ہے لیکن اس کے جو اثرات ہیں، لوگوں کی گردنیں کٹتی ہیں اور اس پر ہائیکورٹ کی پابندی بھی ہے۔ ہم ہائیکورٹ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرسکتے، ہم ہائیکورٹ کے حکم

کے پابند ہیں لیکن جو زبان اور نازیبا الفاظ گورنر پنجاب کے بارے میں کہے گئے ہیں میں ان کی سخت مذمت کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبر کو گورنر پنجاب کے بارے میں ایسے نازیبا الفاظ کہنا زیب نہیں دیتا۔ اس Houseکا ایک تقدس ہے انہیں اس تقدس کا خیال رکھنا چاہئے۔ وہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی کے ہی گورنر نہیں ہیں بلکہ صوبہ پنجاب کے گورنر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ الفاظ میں نے alreadyکارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔

(اذان عشاء)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی یہاں پر گورنر صاحب کی بات ہو رہی تھی تو گورنر Constitutional Head of the Province ہے۔ ہم گورنر کے conduct کو on the floor of the House discuss نہیں کر سکتے کیونکہ یہ ہمارے آئین میں موجود ہے۔ بے شک میرا تعلق ایک دوسری جماعت سے ہے لیکن ہمیں آئینی باتوں کو obey کرنا چاہئے۔ میرے بھائی نے ابھی kite flying پر ایک بات کی تھی تو The Punjab Prohibition of Kite Flying Ordinance...

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! گیلری میں بیٹھے ہوئے مہمان ہماری فلم بنا رہے ہیں انہیں روکا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بند کیا جائے یہاں سے کوئی فلم نہیں بنا سکتا۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ سے آئینی بات کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو آئینی اور قانونی بات ہے وہ یہ ہے کہ جب کارروائی سے الفاظ حذف ہو جائیں تو وہ کارروائی کا حصہ ہی نہیں رہتے۔ جو چیز کارروائی کا حصہ نہیں رہتی اس پر ایوان میں بحث بھی نہیں ہو سکتی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ آرٹیکل کی بات ہے میرے بھائی نے غلط بات کی ہے۔ آرٹیکل پر،Constitution پر اگر ناجائز بات ہو گی تو پھر ہم بات کریں گے اگر informationنہ ہو تو غلط information passکرنے کے حق میں یہ ایوان متفق نہیں ہے۔ میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی کو صحیح informationدینا چاہتی ہوں۔ The Punjab Prohibition of Kite Flying Ordinance جو کہ پچھلی دفعہ عجلت میں pass کیا گیا۔ آپ نے جلدی میں وہ Ordinanceبل کی صورت میںpass کیا۔ اس کے آرٹیکل نمبر2میں واضح لکھا ہوا ہے کہ:

> The Nazim of the concerned district may, through a notification, allow kite flying and sale of kites for a period not exceeding fifteen days during the spring season in a year.

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ کے ساتھ ساتھ سپریم کورٹ judgementsاور اس سے پہلے جو ہائی کورٹ کی judgmentsتھی اس کو بھی پڑھ لیتیں تو پھر بات بڑی clearہو جاتی۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ میں ایک نہایت ہی اہم معاملہ کی طرف آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے ذریعے وزیر زکوٰۃ و عشر، حکومت پنجاب اور PIC, Hospitalتک میں یہ پہنچانا چاہتا ہوں کہ فنڈز موجود ہیں اور کمیٹیاں غیر موجود ہیں ان حالات میں کیا کوئی interim بندوبست نہیں ہو سکتا کہ مرنے والے مریضوں کی جان بچائی جا سکے، ٹوبہ ٹیک سنگھ میں میرے گاؤں کا عبدالرشید نامی مریض دو ماہ PICمیں داخل رہا اس کا vital valveاور دوسرا valve تبدیل ہونا تھے، غریب نے کچھ مانگ تانگ کر بندوبست بھی کیا وہ بھی خرچ ہو گیا لیکن غریب کے علاج پر PIC نے توجہ دی اور نہ بیت المال نے توجہ دی آخر کار دو ماہ کے بعد مرنے کے لئے ہسپتال والوں نے اسے ہسپتال سے خارج کر دیا کہ بھائی گھر جا کر مر جاؤ۔ جب فنڈز موجود ہیں تو کیا کوئی interim

بندوبست نہیں ہو سکتا؟کمیٹیاں غیر موجود ہیں اور ایسے مستحق مریضوں کے لئے کیا interim بندوبست نہیں ہو سکتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ بھی ایک issue ہے اس کو بھی ذرا آپ دیکھ لیجئے گا۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈی ایچ کیو ہسپتال ساہیوال میں وکیل

اور ڈاکٹر کی لڑائی کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس House کی توجہ ایک اہم معاملہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر لاء منسٹر صاحب اور ہیلتھ منسٹر صاحب بھی موجود ہیں۔ ضلع ساہیوال میں 17 اور 18 دن ہو گئے ہیں۔ DHQ کے سارے ڈاکٹر ہڑتال پر ہیں اور مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی ہے کہ وہاں مریض بے چارے خوار ہو رہے ہیں اور ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ پتا نہیں کہ وہاں پر انتظامیہ فیل ہو گئی ہے یا کیا وجہ ہے کہ ایک معمولی سا مسئلہ تھا جو اخباروں میں بھی آیا اور پنجاب گورنمنٹ کے notice میں بھی لازمی آیا ہو گا لیکن آج تک وہ معاملہ حل نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر! وہاں پر اگر کسی قسم کا کوئی fault تھا تو اس کو remove کیا جانا تھا کم از کم جو لوگ وہاں پر suffer کر رہے ہیں یا جو مریض وہاں پر پڑے ہیں ان کا کوئی علاج نہیں ہو رہا اور ڈاکٹر ہڑتال پر ہیں۔ مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے وہاں پر گورنمنٹ نام کی کوئی چیز نہیں ہے؟ وہ آج اٹھارہ دن سے ہڑتال پر ہیں، کسی اور نے تو نہیں لیکن ہمارے ساہیوال کے جو concerned Minister ہیں مجھے پتا لگا تھا کہ شاید انہوں نے کوشش کی تھی لیکن اس کا کوئی حل ہونا چاہئے تھا۔ وہاں پر جو قصور وار ہے اس کو سزا دی جائے اور کم از کم ہڑتال تو ختم کروائی جائے۔ میری آپ سے گزارش یہی ہے کہ

یہاں پر لاء منسٹر صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں اور وہ بھی مہربانی کریں کہ وہاں پر مریض ڈاکٹروں کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت پریشان ہیں مہربانی کر کے اس کا کوئی نہ کوئی حل نکالنا چاہئے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبر نے ابھی جو بات کی ہے بڑی صحیح بات کی ہے اور کافی دنوں سے وہ ہڑتال پر ہیں لیکن اگر اس کا پورا background بتادیتے تو تھوڑا سا مسئلہ لوگوں کی سمجھ میں آجاتا۔Actually وہاں پر ایک ڈاکٹر اور ایک وکیل کے درمیان ہسپتال کے اندر ذاتی لڑائی ہوئی اور وہ لڑائی جو ایک مریض کے سلسلے میں ہوئی وہ بڑھتی بڑھتی دونوں اداروں کے تصادم میں تبدیل ہو چکی ہے۔اب دونوں ادارے اپنی اپنی جگہ stand کر رہے ہیں، اپنے اپنے مؤقف کو پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اس لئے وہاں کی انتظامیہ اس میں involve ہو چکی ہے اور وہاں کی سول سوسائٹی بھی اس میں involve ہو چکی ہے۔میں بذات خود last weekend وہاں پر تھا۔میں نے تقریباً دو دن دونوں حضرات سے اپیل بھی کی اور دونوں اداروں کے افراد سے ملاقات بھی کی اور کوشش کی کہ یہ معاملہ ختم ہو لیکن اس میں ایک time fix کرنے کے باوجود وہ لوگ نہ آئے جس کی وجہ سے معاملہ حل نہ ہو سکا میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے دوبارہ یہ بات کی ہے تو یقیناً آج بھی اسی سلسلے میں میٹنگ کی جا رہی ہے لیکن آج چونکہ on the floor of the House یہ بات کی گئی تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں انشاءاللہ within a day or two کوشش کروں گا کہ اس کو resolve بھی کروایا جائے اور آپ کو اطلاع بھی دی جائے.Thank you

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز صاحب! ایک منٹ میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں لیکن وہ گورنر والی بات ختم ہو گئی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ کی بات کروں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، خان صاحب! This is no way، اب ہم نے اس کو دوبارہ discuss نہیں کرنا۔ خدیجہ عمر صاحبہ نے کافی دیر سے کہا تھا پہلے یہ بات کر لیں اور پھر میں باری باری floor دوں گا۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میری باری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کی باری ابھی آتی ہے۔ چلیں! پہلے آپ بول لیں۔

جناب محمد شفیق خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں Minister for Mines and Minerals کی یہاں موجودگی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں کیونکہ وہ اس وقت تشریف فرما ہیں۔ میرا چھوٹا سا معاملہ ہے میرے حلقہ مارگلہ ٹیکسلا وادی میں 235 crushers ہیں وہ crushers 30-07-2009 کو بند کر دیئے گئے تھے تو بعد میں دوبارہ ان کی لیز کے لئے تاریخ fix ہوئی تھی وہ 03-02-10 کی تاریخ تھی جب ہم وہاں DG office جہاں بولی ہونی تھی نیلامی کے لئے گئے تو پتا چلا کہ CM office سے فون آیا ہے کہ آج کی نیلامی منسوخ کی جائے تو میں آپ کے توسط سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ نیلامی کیوں منسوخ کی گئی اور یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ آئندہ وہ نیلامی کب کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ نیلامی اس دن ہو رہی تھی اس بارے میں شکایت موصول ہوئی تھی کہ وہاں پر لوگوں نے pool کر لیا ہے اور اس pool کی وجہ سے محکمہ کے افسران بھی اس میں شامل تھے اور بہت زیادہ حکومت پنجاب کو نقصان ہونا تھا جس کی وجہ سے اس کو cancel کیا گیا ہے اور ایک foolproof طریقہ بنا رہے ہیں تاکہ pool نہ ہو سکے اور competition ہو اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں جو محکموں کا حال ہیں اس وجہ سے ہم ایک ایسی کمیٹی بنا رہے ہیں تاکہ foolproof طریقہ سے وہاں پر نیلامی ہو اور محکمہ کا فائدہ ہو لوگوں کا فائدہ نہ ہو۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میں خود وہاں پر موجود تھا اور وہاں کوئی pool نہیں ہوا، منسٹر صاحب بھی جانتے ہیں کہ کچھ سیاسی وجوہات ایسی ہیں لیکن لوگ نیلامی چاہتے تھے۔ اگر لوگوں نے وہاں پر pool کر لیا تو یہ اب بتا دیں کہ کتنے دنوں یا کتنے ٹائم میں دوبارہ نیلامی ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اس پر دوبارہ جلد نیلامی کی تاریخ دیں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آڈر۔ جناب سپیکر! اب میں گورنر کے بارے میں بات نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے، خدیجہ عمر کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر ایجوکیشن منسٹر موجود ہیں اور میں ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہاں پر درخواست کرنا چاہوں گی کہ جن بچوں نے 60 فیصد نمبرز حاصل کئے ہیں اب ان کو وظائف دیئے جا رہے ہیں جبکہ پہلے پالیسی تھی کہ جنہوں نے 50 فیصد نمبرز حاصل کئے تھے ان کو وظائف دیئے گئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ کیونکہ ہمارا مقصد ہے کہ ہم students کو encourage کریں کہ زیادہ سے زیادہ تعلیم کی طرف آئیں تو مہربانی کر کے پرانی پالیسی کو بحال کیا جائے اور میں یہ بھی کہوں گی کہ ایک سے پندرہ سکیل کے ملازمین کے بچوں کے وظائف کی رقم میں بھی اضافہ کیا جائے۔ بڑی مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، خان صاحب!

پنجاب یونیورسٹی کے ایڈمنسٹریٹو اور ٹیکنیکل سٹاف کا اشتہار کے بغیر بڑی پوسٹوں کی بھرتی پر انتظامیہ کے خلاف شدید احتجاج

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! Last Friday کو پنجاب یونیورسٹی کے ایڈمنسٹریٹو اور ٹیکنیکل سٹاف ایسوسی ایشن نے پنجاب یونیورسٹی میں agitation کی اور اس کے بعد اسمبلی کے باہر بھی سینکڑوں کی تعداد میں لوگ آئے تھے۔ ان کی شکایت یہ تھی کہ ان کے خلاف انتظامیہ ناجائز طور پر ان کو نوکریوں سے نکالنے کے لئے Show Cause Notice دے رہی ہے جبکہ ان کا قصور صرف یہ ہے کہ انہوں نے انتظامیہ کی کرپشن کو بے نقاب کیا تھا، انتظامیہ کی طرف سے 52 لوگوں کو بغیر کسی اشتہار کے بڑی posts پر recruit کیا اور بہت سارے لوگ سرکاری conveyance بھی استعمال کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ allowance بھی لے رہے ہیں اور اس قسم کے لاتعداد میرے پاس allegations بھی ہیں اور وہ matter میں نے اس House میں agitate بھی کیا تو سپیکر صاحب نے مہربانی فرمائی انہوں نے ایجوکیشن منسٹر کی ڈیوٹی لگائی کہ آپ اس پر ان کو سنیں اور اس کے بعد یہاں House میں رپورٹ پیش کریں۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ سلسلہ اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے انتظامیہ قانون کو ہاتھ میں لے رہی ہے۔ منسٹر صاحب سے آج میں نے بات کی ہے اور انہوں نے بھی کہا ہے کہ میرا ان کے ساتھ رابطہ نہیں ہو رہا تو میری گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحب House میں رپورٹ پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! یہ جو یونیورسٹی کا معاملہ ہے اس پر وہ کہتے ہیں کہ آپ کی سربراہی میں House نے کمیٹی بنائی تھی اور آپ نے ابھی تک اس کی رپورٹ پیش نہیں کی ہے۔۔۔

وزیر آبکاری و محصولات وایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سپیکر صاحب نے ایک کمیٹی constitute کی تھی اور اس میں میرا خیال ہے کہ خان صاحب تھے اور شاید کچھ اور لوگ بھی تھے تو وائس چانسلر صاحب سے ان کی ابھی بات نہیں ہو سکی۔ کل انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو اس بارے میں detail سے بتا دوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کچھ روز قبل House میں ٹیپو ٹرکاں والے پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس کمیٹی کے ہیڈ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب تھے۔ میں آپ کے توسط سے ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اس حوالے سے انہوں نے مزید کوئی کارروائی کی ہے، کیا ان کے پاس سی سی پی او سے information آئی ہے، کیا انہوں نے ان سے پوچھا تھا اور ویسے ان کی وجہ سے سی سی پی او اس دن active ہوئے ہیں۔ House میں آئے ہیں، اسمبلی میں آئے ہیں اور کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ اس کمیٹی نے مزید کیا implement کرنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! سی سی پی او صاحب بھی available ہیں کہ نہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات وایجو کیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پہلے تو میں جناب سے یہ request کروں گا کہ یہ issue جو خان صاحب نے raise کیا ہے اگر آپ اس پر کوئی کمیٹی بنانا چاہیں تو۔۔۔(قہقہے)

جناب محمد محسن خان لغاری: کتنی کمیٹیاں رکھنی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو آپ کی کمیٹی ہے اس کی رپورٹ آپ پرسوں تک House کو دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات وایجو کیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے خیال میں as such کوئی کمیٹی نہیں تھی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ issue وزیر ایجو کیشن کو entrust ہو گیا تھا۔ آج میری یہ استدعا ہو گی کہ formally کمیٹی بنا دی جائے یہ بہت ہی اہمیت عامہ کا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایجو کیشن منسٹر ہیں، ان کا محکمہ ہے اور اگر وہ ابھی تک نہیں ہو اتو پرسوں تک آپ کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ جو کچھ ہے، کیونکہ House کی کمیٹی بنی ہے اس کی رپورٹ آپ نے House میں submit کرنی ہے اور دوسرا جو محترمہ نے پوائنٹ اُٹھایا ہے وہ بھی کمیٹی House میں بنی تھی اس پر بھی آپ House میں پرسوں تک رپورٹ submit کریں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر آبکاری و محصولات وایجو کیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ٹھیک ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تشریف رکھیں، جی، راجہ ریاض صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کو بس clarify کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ ادھر ہی کریں۔ منسٹر صاحب سے مل بھی لیا کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کو floor دیا ہے یا ان کو floor دیا ہے؟ جی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری اپنے بھائی محسن لغاری صاحب سے گزارش ہے کہ آج پانی پر بحث کے لئے دن رکھا ہوا ہے اور ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ وہ آغاز کریں کیونکہ یہ پنجاب کا بہت اہم issue ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. DEPUTY SPEAKER: This is the last point of order.

محترمہ آمنہ اُلفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں میں آپ کو بعد میں ٹائم دوں گا کیونکہ ابھی تحاریک استحقاق کا وقت ہے پہلے House بزنس complete کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے Second last point of order دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پلیز! یہ last point of order ہے۔ لغاری صاحب! آپ بات کریں، اب میں تحاریک استحقاق کے بعد کسی کو ٹائم دوں گا۔

حکومت کی جانب سے امتحانی فیس ختم کرنے پر تعلیمی بورڈز دیوالیہ ہونے کا خدشہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ آج سارا کام منسٹر ایجوکیشن صاحب کے لئے آرہا ہے۔ ہمارا ڈیرہ غازی خان کا بورڈ bankrupt ہو گیا ہے اس کے لئے پیسے

ختم ہو گئے ہیں۔اس کے پیسے ختم اس طرح ہوئے ہیں کہ اپنے ساتھ والے بورڈز لاہور اور گوجرانوالہ سے اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے اس نے ایک کروڑ روپیہ قرضہ لیا ہے۔اس بورڈ نے وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم کے مطابق 56 لاکھ روپے پوزیشن ہولڈرز کو دیئے ہیں اور 14½ لاکھ روپے جو چیف منسٹر صاحب کے حکم کے مطابق speeches and debates کروائی ہیں ان کو دیئے ہیں۔ اس وقت وہ بورڈ 167 لاکھ روپے کی deficit میں ہے۔ جب میں نے بیٹھ کر دیکھا تو میں نے کہا کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے ؟ پنجاب بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ایکٹ 1976 کے تحت قائم ہوا ہے اور اس کے اندر لکھا گیا ہے کہ:

> A Board shall fund to which it shall be credited all its income including incomes from fees, endowments, grants and contributions.

اسی فنڈ میں سے وہ بورڈ تنخواہیں دیتا ہے، benefits دیتا ہے، اپنے لوگوں کی ریٹائرمنٹ، ان کے Pension Funds and Provident Funds بناتا ہے، اس کے Endowment Fund بناتا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک عوامی فیصلہ کرتے ہوئے جو کہ financially اتنا wise نہیں تھا۔ انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ ڈیرہ غازی خان کا بورڈ جو جنوبی پنجاب کا ایک بہت بڑا بورڈ ہے وہ اس وقت bankrupt ہو گیا ہے۔ بہاولپور کا بورڈ بھی on the verge of bankruptcy ہے اس کے لئے یا تو یہ پیسے دیئے جائیں۔ بورڈ کے جو چیئرمین ہیں انہوں نے سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کو خط بھی لکھے ہیں کہ مہربانی کر کے ہمیں پیسے دے دیں تاکہ لوگوں کی تنخواہیں دی جا سکیں۔اس بورڈ کو چلانے کے لئے پیسے چاہئیں۔اس نے بجلی کے بل جمع کرانے ہیں اس کے مختلف projects ہیں اور اس بورڈ نے اپنے ہی وسائل سے income generate کر کے وہاں پر بہترین بلڈنگ بنائی ہوئی ہے وہ اور چیزیں بھی کر رہا ہے۔ فیسیں ختم کرنا ایک popular decision تو ہے لیکن decision financially wise نہیں ہے۔ مہربانی کر کے ان کو compensate کر کے کوئی پیسے دلائیں۔اس بورڈ کے تقریباً ساڑھے چار سو کے قریب employees ہیں ان کی تنخواہیں، benefits اور ان کا مستقبل at stake ہے اس سلسلے میں بھی کوئی کمیٹی بنا دیں۔ دو دن کا ٹائم لے لیں یا چار دن کا ٹائم لے لیں اس پر بھی مہربانی کر کے غور کریں۔ یہ میری گزارش تھی۔

وزیر آبکاری و محصولات وایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! لغاری صاحب نے جو بات کی اس حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے throughout the Punjab میٹرک کے بورڈز کی فیسیں ختم کی ہیں۔ چیف منسٹر پنجاب نے یہ کہا کہ کیونکہ غریب طلباء ہوتے ہیں تو میٹرک کی جو بورڈ کی فیس ہے، پورے پنجاب میں آٹھ بورڈ ہیں تو ان آٹھوں بورڈز کی فیسوں کو ختم کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے کیونکہ بورڈز کا revenue major میٹرک کے بچوں کی فیس سے اکٹھا کیا جاتا تھا۔ پبلک سیکٹر کے جو ہمارے گورنمنٹ سکولز ہیں ان کی فیسیں معاف کی گئی ہیں پرائیویٹ سیکٹر فیس دے رہا ہے۔ لغاری صاحب نے بات کی ہے ان کی بات میں کسی حد تک صداقت بھی ہے کیونکہ بورڈز تھوڑا سا financial crunch میں آئے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے چیف منسٹر صاحب کو ایک summery move کی ہے جو نہ صرف ڈیرہ غازی خان بورڈ بلکہ throughout the Punjab ہمارے جو آٹھوں بورڈز ہیں ان کو چیف منسٹر grant دیں گے۔ ہم نے چیف منسٹر کو سمری بھجوا دی ہے اور within few days ہمیں وہاں سے grant مل جائے گی اور جہاں تک انہوں نے prizes وغیرہ کی بات کی ہے وہ matters routine ہیں جو انہوں نے position holders وغیرہ کو دینے ہوتے ہیں لیکن جو ان کی اصل بات یہی تھی کہ اس وقت بورڈز financially problems میں آئے ہوئے ہیں تو یہ چند دن کی بات ہے یہ انشاءاللہ ٹھیک ہو جائے گا جب grant مل جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ one time grant ہو گی یا grant recurring ہو گی؟ کیونکہ ان کے خرچے تو recurring ہوں گے ہر مہینے انہوں نے تنخواہ لینی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اس کے مطابق ہی ہو گی۔

وزیر آبکاری و محصولات وایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ہم نے اس کی سالانہ cost calculate کر کے سمری چیف منسٹر صاحب کو بھجوا دی ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! second time اسمبلی میں یہ واقعہ ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں تحاریک استحقاق کے بعد آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دوں گا۔ جی، بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! موبائل فون سے کوئی میری تصویر کھینچے، میری مووی بنائے میں اس کی اجازت نہیں دوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ مووی تو آپ کی ویسے بھی بن رہی ہوتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہاں گیلری میں بیٹھے لوگ تصویریں اُتار رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھا نہیں کیا گیلری سے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے second last point of order دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب آپ اپنی جگہ پر آکر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ غلط بات ہے ان سے فون لیا جائے۔ یہ واقعہ دوسری بار ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا! میں سمجھ گیا ہوں آپ ادھر کی بات کر رہی ہیں۔ اس کے اوپر میں ابھی detailed ruling دے دوں گا۔ ویسے یہ غلط بات ہے کیونکہ گیلریز میں بیٹھ کر ریکارڈنگ ہو سکتی ہے اور نہ کچھ اور ہو سکتا ہے اس پر میں rules کو دیکھ کر ابھی detailed ruling دے دیتا ہوں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! موبائل یہاں تک آنا ہی نہیں چاہئے۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: میں کہہ رہا ہوں ناں! آئندہ کے لئے اس پر rules بنا دیں گے۔ بہت شکریہ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 65 جناب شوکت عزیز بھٹی صاحب کی ہے۔ موجود نہیں ہیں تو پھر یہ pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 8 جو کہ move ہو چکی ہے جواب کے لئے pending ہے۔ جی، وزیر قانون!

خاتون ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر چشتیاں (بہاولنگر) کا معزز رکن اسمبلی

کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(---جاری)

وزیر قانون وپارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (خواتین)ایلیمنٹری تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر میڈم بشریٰ اسحاق کا یہ بیان ہے کہ مورخہ 2010-2-2 تقریباً ایک بجے دفتر کے فون پر محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ کا فون آیا اور انہوں نے محمد اسماعیل جونیئر کلرک کو اکاؤنٹ برانچ دینے کی بات کی تھی۔اسی نمبر سے پہلے بھی دو تین مرتبہ کئی لوگوں کے فون آئے کہ اکاؤنٹ برانچ محمد اسماعیل جونیئر کلرک کو دے دیں۔جب محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ نے یہ بات کی تو انہوں نے مذکورہ کلرک کی کرپشن کے بارے میں ان سے تفصیلاً بات کی۔اسی دوران فون منقطع ہو گیا نماز کا وقت ہو چکا تھا اور وہ نماز پڑھنے کے لئے دوسرے کمرے میں چلی گئی تھیں۔بعد ازاں جب محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ)صاحبہ کا فون آیا تو انہیں معلوم نہ ہو سکا جس کے لئے وہ معذرت خواہ ہیں اور وہ معزز ایوان اور ان کے تمام اراکین کا بہت احترام کرتی ہیں، ان کی شان میں گستاخی کا سوچ بھی نہیں سکتی۔بہر حال محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ)صاحبہ کی دل آزاری پر میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب سپیکر!اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ چونکہ متعلقہ محترمہ جو ہیں وہ بھی ایک خاتون ہیں تو اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کے ذمہ لگا دیں ان کو بلا کر اس معاملے کو اگر یہ resolve کروا دیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا!میری آپ سے request یہ ہے کہ جمعرات والے دن اس بی بی کے ساتھ میں نے compromise کرنے کی کوشش کی شکوہ صرف یہی تھا کہ یہ جو محمد اسماعیل accountant ہیں جن کو یہ چارج نہیں دے رہیں۔میں نے اس بی بی سے یہ کہا تھا کہ آپ صرف ان کو چارج دے دیں۔دوسرا محمد اسماعیل کے خلاف جو آپ نے ای ڈی او ایجوکیشن بہاولنگر کو application دی ہے وہ آپ واپس لے لیں۔اس کے علاوہ محمد اسماعیل کے خلاف جو آپ نے

ایف آئی آر درج کروائی ہے وہ واپس لے لیں تو میں بھی اپنی تحریک واپس لے لوں گی۔ اس بی بی نے یہ compromise کیا کہ میں آج واپس چشتیاں جا رہی ہوں کل میں یہ سب کچھ کر کے آپ کو call back کروں گی لیکن اس کے باوجود اس نے کوئی کال نہیں کی، کوئی compromise کی بات نہیں کی حالانکہ ڈیپارٹمنٹ کے سید تنویر گیلانی صاحب آپ ان کے متعلق بہت بہتر جانتے ہوں گے وہ بھی اس میٹنگ میں بیٹھے ہوئے تھے پھر سیکرٹری تعلیم کے جو انڈر سیکرٹری ہیں وہ بھی وہاں پر موجود تھے اور اسمبلی کا سٹاف بھی وہاں پر موجود تھا۔ اس کے باوجود اس بی بی نے کوئی response نہیں دیا۔ مزید میں یہ معاملہ کسی کمیٹی کے سپرد نہیں کرنا چاہتی اس لئے مہربانی فرما کر آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تا کہ متعلقہ DDEO کی corruption کا پتا چلے۔ کیونکہ اس نے جو ایف آئی آر درج کروائی ہے اس کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے میں اسے آپ کے پاس بھجوا رہی ہوں۔ اس کے علاوہ اس نے جو ای ڈی او ایجوکیشن کو application اس اہلکار کے خلاف دی ہے اس کی کاپی بھی اس کے ساتھ لف ہے۔ اس کے علاوہ محمد اسماعیل کے خلاف جو inquiry start کی گئی ہے اس کا paper بھی اس کے ساتھ لف ہے۔ اس کے علاوہ ظفر اقبال جو چھ ماہ سے ملک سے باہر ہیں ان کی salary بھی یہ کھا رہی ہیں اس کی payment کا پیپر بھی ساتھ لف ہے۔ اس کے علاوہ عظمیٰ حنا جو اسلام آباد میں سروس کر رہی ہیں یہاں سے resign کر کے جا چکی ہیں ان کی salary بھی یہ کھا رہی ہیں اس کی کاپی بھی لف ہے۔ پلیز ان سب چیزوں کو دیکھتے ہوئے یہ اتنی آسان بات نہیں ہے کہ اس پر صرف compromise ہو جائے بلکہ اس کو suspend کیا جائے اور اس کی انکوائری بھی کروائی جائے۔ یہ جو کرپشن کر رہی ہیں اس دن سپیکر صاحب نے بھی کہا تھا کہ پتا کیا جائے کہ جو بندہ چھ ماہ سے سعودی عرب میں موجود ہے تو اس کی salary یہ کس لحاظ سے لے رہی ہیں ۔ یہ صرف compromise والی بات نہیں ہے میرے بھائی!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو بات سامنے ہے وہ یہ ہے کہ ایک کلرک ہے اور ان کو محترمہ اکاؤنٹ برانچ کا چارج دلوانا چاہتی ہیں۔ اس پر کرپشن کے الزامات ہیں اس کے خلاف ایف آئی آر بھی درج ہو چکی ہے یا تو پھر یہ ہے کہ اس ایف آئی آر کی

investigation ہو جائے اور پتا چلے کہ کیا وہ غلط ایف آئی آر درج کروائی گئی ہے اور اگر اس طرح سے مداخلت ہو گی تو پھر میرے خیال میں آفیسرز کو اپنے ڈیپارٹمنٹ کو چلانے میں کافی دقت پیش آئے گی اس لئے میری تو یہی گزارش ہے کہ راجہ ریاض صاحب چونکہ ان کی پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں یہ بیٹھ کر دیکھ لیں وہ بھی ایک خاتون ہیں۔ میں اس سلسلے میں نہیں چاہتا کہ ہم خواتین کو اس طرح سے بار بار disturb کریں کیونکہ یہ بھی ایک نازک معاملہ ہے ہماری جو روایات ہیں اس سے یہ match نہیں کرتا۔ راجہ ریاض صاحب اس کو دیکھ لیں اگر ایف آئی آر صحیح درج ہوئی ہے تو پھر محترمہ کو یہ فرمادیں اور اگر اس طرف سے کوئی تجاوز ہو تو پھر یہ جو حکم کریں گے اس کے مطابق میں تو تیار ہوں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کا جواب ایجوکیشن منسٹر کی طرف سے آنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں ایک مناسب بات یہ ہے وہ سینئر منسٹر ہیں ان کو بھی بلالیں گے آپ کو بھی بلالیں گے۔۔۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرے لئے سینئر وزیر صاحب انتہائی قابل احترام ہیں لیکن میں کہتی ہوں کہ جو قانونی کارروائی ہے جو استحقاق کمیٹی کر سکتی ہے میں نے وہ کروائی ہے۔ Compromise میں کر کے دیکھ چکی ہوں اس کا کوئی response نہیں آیا۔ جواب آپ کے سامنے ہے، ثبوت آپ کے سامنے ہیں۔ اس کے باوجود یہ compromise والی بات کر رہے ہیں یہ compromise والی بات نہیں ہے۔ آپ کس کس کے ساتھ compromise کروائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ at the end ہم نے اپنے ممبران کی عزت اور ان کا جو استحقاق ہے اس کی sanctity کا بھی خیال رکھنا ہے لیکن ایک چیز جو دیکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح دوسری طرف بھی ایک خاتون ہیں اس لئے منسٹر صاحب آپ کو بلا کر دیکھ لیتے ہیں اگر resolve ہو تا تو آپ کے پاس وہ option تو موجود ہے کہ اس کے بعد بھی آپ کی تحریک استحقاق

کمیٹی میں آ سکتی ہے۔ آپ ان کو مل لیں اور پھر یہ سینئر منسٹر صاحب کی ملاقات اب تک pending کر لیں؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پرسوں تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پرسوں تک یہ بتا دیں گے اگر استحقاق بنتا ہوا تو بالکل ہم اس کو استحقاق کمیٹی کو بھیجیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! پرسوں تک اگر کمیٹی نے اس حساب سے فیصلہ نہیں کیا تو میں اپنا استحقاق محفوظ رکھتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ تحریک پرسوں تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 9 ہے۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب! ملک عادل حسین اترا صاحب اور ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور آج تک کے لئے اسے pending کیا گیا تھا۔ چنیوٹی صاحب موجود نہیں ہیں۔ اس کو پھر آگے مزید pending کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلی تحریک استحقاق نمبر 10 میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب کی ہے۔ 12-2-2010 کو یہ بھی move ہو چکی ہے اور یہ منگل تک کے لئے pending ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: منگل تک کے لئے pending ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ منگل تک کے لئے pending کی گئی تھی۔ سینئر منسٹر صاحب اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں اور واپس آ جائیں کیونکہ اعتراض ہو رہا ہے۔ کھوکھر صاحب جو ہمارے سابق ممبر ہیں گیلری میں تشریف رکھتے ہیں ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا صاحب ایک تحریک استحقاق ہے جو میں نے بھی نہیں دیکھی اور محترمہ فرما رہی ہیں کہ وہ آپ کو بھیجی تھی اس کو وہ out of turn take up کرنا چاہ رہی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! وہ اس کو پڑھ دیں۔ اس کا جواب تو میرے پاس نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: درست ہے۔ آپ اس کو پڑھ دیں اور اس کی ایک کاپی مجھے بھی دے دیں۔ جی، محترمہ فائزہ اصغر!

چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ پنجاب کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

ڈاکٹر فائزہ اصغر: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ڈاکٹرز ہسپتال کی ایمرجنسی میں ایک بچی کے جاں بحق ہونے کے حوالے سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک انکوائری کمیٹی مسٹر نذر محمد چوہان، چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ کی سرپرستی میں بنائی۔ اس کمیٹی کی طرف سے مورخہ 3۔ دسمبر شام کو مذکورہ ہسپتال انتظامیہ کو فون موصول ہوا کہ کل 11 بجے صبح آفیسر موصوف کے سامنے پیش ہوں۔ ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر نہ بھی آئیں تو کوئی حرج نہ ہے۔ حالانکہ اس بچی کے treatment سے میرا کوئی تعلق نہیں تھا لیکن میں نے in good faith سوچا کہ Child Specialist ہونے کے ناتے ہسپتال کے Administrator کے ساتھ انکوائری کمیٹی کے سامنے پیش ہو کر اصل حقائق بتائے جائیں اس لئے میں مورخہ 4۔ دسمبر 11 بج کر ایک منٹ پر مسٹر نذر چوہان کے دفتر گئی اور میں نے اپنا وزٹنگ کارڈ ان کو دیا۔ انہوں نے میٹنگ مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ بعد شروع کی اور میرے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کیا اور کرخت لہجہ میں مجھ سے مخاطب ہو کر انتہائی غصیلے انداز میں سخت الفاظ کے ساتھ بات کرتے رہے اور جب میں نے ہسپتال انتظامیہ کا مؤقف پیش کرنے کی کوشش کی تو ہر بات پر مجھ سے طنزیہ انداز میں behave کیا۔

جناب سپیکر! ابھی انکوائری رپورٹ وزیر اعلیٰ کے پاس گئی ہی نہیں تھی کہ اس سے قبل مورخہ 5۔ دسمبر TV Channel Dawn News میں آفیسر موصوف نے میرے خلاف خبر دی

اور بعد ازاں مورخہ 7۔ دسمبر کو متعدد ٹی وی چینلز جس میں Express News, CNBC, Dawn News وغیرہ شامل ہیں پر پروگرامز میں کہا کہ ڈاکٹر فائزہ اصغر ایم پی اے وقت سے ایک گھنٹہ پہلے

آئیں اور مجھے میرے دفتر میں کارڈ دکھا کر pressurize کرنے کی کوشش کی جو سراسر غلط بیانی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ڈاکٹر فائزہ اصغر نے جو کارڈ دیا اس پر ایم ڈی درج ہے جس سے مراد ہسپتال کی Managing Director ہے۔چونکہ وہ Managing Director ہے اس لئے ڈاکٹر فائزہ اصغر ایم پی اے قصوروار ہیں اور ان کو manslaughter کرنے پر convict کیا جائے۔ یہ بات انہوں نے بار بار مختلف TV Channels پر کی جو ساری دنیا میں دیکھی گئی۔ مسٹر نذر چوہان کی انتہائی قابل اعتراض گفتگو "یوٹیوب" پر دیکھی اور سنی جاسکتی ہے، میں نے آفیسر موصوف کو بتایا کہ MD سے مراد Doctor of Medicine ہے اور یہ امریکہ کی ڈگری ہے۔ اس کے باوجود آفیسر موصوف نے میرے خلاف من گھڑت کہانیاں بنا کر، حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جس سے آفیسر موصوف نے میری ساکھ کو بے انتہا نقصان پہنچایا۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ آفیسر موصوف نے اپنی انکوائری رپورٹ میں میرے خلاف جو چارج لگایا وہ غلط ثابت ہو چکا ہے۔ میں معزز رکن اسمبلی ہوں اور پنجاب اسمبلی استحقاقات ایکٹ 1972 کے سیکشن 17 کے تحت اراکین کو VIP ڈیکلیئر کیا گیا ہے اور ایک عوامی نمائندہ کے ساتھ ایک آفیسر کا ہتک آمیز رویہ اختیار کرنا، طنزیہ انداز سے بات کرنا، میرے خلاف من گھڑت کہانیاں بنا کر، حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا اور میرے خلاف غلط الزامات لگا کر اور جان بوجھ کر اخبارات اور ٹی وی چینلز میں میری شہرت کو نقصان پہنچایا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب! یہ ابھی پیش ہوئی ہے تو اسے کب تک کے لئے pending کر لیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے جمعرات تک کے لئے pending کر دیں چونکہ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

ڈی سی او چنیوٹ کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق جمعرات تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ مولانا صاحب! مجھے آپ کی چٹ ملی ہے۔ اس وقت آپ باہر تھے اور آپ کی تحریک استحقاق کل تک کے لئے pending کر دی گئی ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میری تحریک کو آج ہی take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق move ہو چکی ہے کیا اسے آج ہی take up کر لیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ آپ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو جواب آیا ہے اس کی بنیاد پر مولانا صاحب کی تحریک مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں چاہتا ہوں کہ مجلس استحقاقات میرے اس مسئلے کو دیکھے اور میرے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس کا ازالہ ہونا چاہئے اور افسر موصوف نے جو قانون کی خلاف ورزی کی ہے اس پر اس کے خلاف پوری پوری قانونی کارروائی ہونی چاہئے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ سب سے پہلے تحریک التوائے کار نمبر 612/09 پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے لیکن یہ pending ہوئی تھی۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا یہ کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پھر آپ نے کہنا ہے کہ قانون سازی ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں- تحاریک التوائے کار کے بعد آپ کو floor دوں گا-

قادر آباد فارم سے نایاب نسل کی چھ عدد گائیوں کی چوری

(---جاری)

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری یہ تحریک التوائے کار pending چلی آ رہی ہے- میری اس سلسلے میں آج بھی رانا صاحب سے میٹنگ ہوئی ہے وہ اس میں کافی کوشش کر رہے ہیں کہ جو گورنمنٹ کا نقصان ہوا ہے اسے پورا کروایا جائے لہذا مہربانی فرما کر اسے مزید pending فرما دیں چونکہ میں چاہتا ہوں کہ حکومت کا جو نقصان ہوا ہے اسے ہر صورت recover ہونا چاہئے-

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پچھلے روز میری ڈی پی او ساہیوال سے بات ہوئی تھی---(شور و غل)

MR. DEPUTY SPEAKER: Order in the House, order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پچھلے روز میری ڈی پی او ساہیوال سے بات ہوئی تھی، میں نے ان سے کہا ہے کہ آپ ذاتی طور پر اس کی investigation کریں اور ملزمان کا تعین کر کے انہیں گرفتار کریں- جس کے لئے انہوں نے ایک ہفتے کا ٹائم مانگا ہے لہذا آپ اسے ایک ہفتے کے لئے pending فرما دیں-

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار مزید ایک ہفتے کے لئے pending کی جاتی ہے- اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 09/633 جناب شہریار ریاض صاحب کی طرف سے ہے، وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے- اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 09/823 رانا بابر حسین صاحب کی طرف سے ہے، رانا بابر صاحب موجود نہیں ہیں لہذا یہ بھی ایک ہفتے کے لئے pending کی جاتی ہے- اگلی تحریک التوائے کار نمبر 09/826 بھی رانا بابر حسین صاحب کی طرف سے ہے لیکن وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ بھی ایک ہفتے کے لئے pending کی جاتی

ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 833/09 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔ محترمہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ بھی ایک ہفتے کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 848/09 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔جی، محترمہ!

سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں زیادہ مشقت
اور ناقص کھانا ملنے پر قیدیوں کی بھوک ہڑتال

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' کی خبر کے مطابق لاہور سنٹرل جیل کوٹ لکھپت میں مشقت کی زیادتی، تشدد اور ناقص کھانا ملنے پر سینکڑوں قیدیوں نے بھوک ہڑتال کر دی۔قیدیوں نے احتجاجاً جیل کی فیکٹری پر قبضہ کر لیا جو آٹھ گھنٹے تک جاری رہا۔معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ صبح سینکڑوں قیدیوں نے بھوک ہڑتال کا اعلان کرتے ہوئے ناشتہ لینے سے انکار کر دیا اور درجنوں قیدیوں نے فیکٹری میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔اطلاع ملتے ہی سپرنٹنڈنٹ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور دیگر عملے نے ان سے مذاکرات کئے مگر انہوں نے اپنے مطالبات حل ہونے تک بھوک ہڑتال ختم نہ کرنے کا اعلان کر دیا۔قیدیوں کا کہنا ہے کہ جیل میں ان سے قانون میں طے شدہ مشقت سے زیادہ مشقت لی جا رہی ہے۔ اگر کوئی قیدی احتجاج کرے تو اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ناصر نواز جیل کی فیکٹری کا چیف اکبر چدھڑ وارڈر ن عباس اور ذاکر شاہ پیسے طلب کرتے ہیں۔ جو قیدی رشوت دیتا ہے اس سے رعایت برتی جاتی ہے اور جو پیسے ادا نہیں کر سکتا اسے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔علاوہ ازیں کھانے کا معیار انتہائی ناقص ہو چکا ہے بار ہا جیل حکام کو مطلع کیا گیا مگر کھانے کا معیار ٹھیک نہ کیا گیا۔ قیدیوں کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ سپرنٹنڈنٹ، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ اور فیکٹری انچارج کو فوری تبدیل کیا جائے اس خبر سے عوام میں بالعموم اور قیدیوں میں بالخصوص تشویش کے جذبات پائے جاتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق مورخہ 16-10-2009 کو چند شر پسند قیدیوں کے اکسانے پر فیکٹری سنٹرل جیل لاہور میں کام کرنے والے قیدیوں نے دوپہر کا کھانا لینے سے انکار کیا اور مطالبہ کیا کہ فیکٹری جیل میں ملازمین کو تبدیل کر دیا جائے کیونکہ وہ ان سے زیادہ مشقت لیتے ہیں۔جب اس بات کی چھان بین کی گئی تو پتا چلا کہ قیدی کم مشقت اور فیکٹری اوقات میں باہر گھومنے پھرنے کی کوشش کرتے ہیں جس پر فیکٹری انتظامیہ نے انہیں اپنا کام پورا کرنے اور مقررہ اوقات میں کام کرنے کا کہا جس پر چند اسیر ان کے اکسانے پر قیدیوں نے کھانا لینے سے انکار کیا۔ تاہم جیل انتظامیہ اور جناب ڈپٹی انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات لاہور ریجن کے سمجھانے پر کھانا کھانے پر آمادہ ہوئے اور دوسرے دن معاملہ خوش اسلوبی سے حل ہو گیا اور اس معاملے میں کسی جیل اہلکار کا قصور نہ پایا گیا تاہم معاملے کی نزاکت کے پیش نظر دو ملازمین اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ علی اکبر اور ہیڈ وارڈن غضنفر چدھڑ کو جیل ہذا سے تبدیل کر دیا ہے۔ اب تمام حالات حسب معمول ہیں اور خوش اسلوبی سے کام ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس پر بحث تو ہو نہیں سکتی۔اس کا جواب آ گیا ہے اور جن بندوں کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ وہاں سے تبدیل بھی ہو چکے ہیں۔اس پر ایک حد تک کافی کچھ ہو گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: محکمانہ انکوائری ہو چکی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ یہی بتا رہے ہیں۔اب آپ اسے not pressed کر دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، میں اسے press نہیں کرتی۔

MR. DEPUTY SPEAKER: This is not pressed.

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار پر no point of order اگلی تحریک التوائے کار نمبر 857/09 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ کی طرف سے ہے لیکن محترمہ موجود نہیں ہیں لہٰذا یہ dispose of کی جاتی ہے چونکہ she was sitting here اگلی تحریک التوائے کار نمبر 858/09 جناب قیصر اقبال سندھو اور محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ کی طرف سے ہے، دونوں محرکین

موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 983/2009 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے، یہ PCS افسران کے متعلق ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار پیش ہو چکی ہے اور کل تک کے لئے pending ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ منگل تک کے لئے pending ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 883/2009 جناب علی حیدر نور خان نیازی اور محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کی طرف سے ہے۔جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے---

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! sorry یہ تحریک تو dispose of ہو چکی ہے۔اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 884/09، ملک محمد عامر ڈوگر اور جناب علی حیدر نور خان نیازی صاحب کی ہے۔جی، نیازی صاحب!

"پڑھا لکھا پنجاب" مہم پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کے باوجود حکومت غریب اور نادار بچوں کو سکول لانے میں ناکام

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر مورخہ 09-11-13 کے مطابق "پڑھا لکھا پنجاب" غریب اور نادار بچوں کو سکول آنے پر راغب نہ کر سکا۔44 کروڑ روپے صرف آگہی پر خرچ کر دیئے گئے اور آج تک کوئی آڈٹ بھی نہ ہو سکا۔تفصیل یہ ہے کہ پنجاب حکومت کی طرف سے "پڑھا لکھا پنجاب" مہم پر 35 ہزار ملین روپے کی کثیر رقم خرچ ہونے کے باوجود محکمہ ایجوکیشن غریب اور نادار بچوں کو سکول آنے پر راغب نہ کر سکا۔پنجاب حکومت اور عالمی بنک کے مالی تعاون سے 2003 سے ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کا آغاز کیا گیا۔اس پروگرام کا مقصد عالمی بنک کے تعاون

سے شرح خواندگی میں اضافہ، غریب نادار بچوں کو کتابوں کی مفت فراہمی اور ایجوکیشن میں ترقیاتی کام تھے تاکہ بچے اور ان کے والدین سرکاری سکولوں کی طرف راغب ہو سکیں۔2004 تا2008 تک اس سہولت سے استفادہ کرنے والے بچوں کی تعداد 59,859,987 بنتی ہے۔سارے اخراجات کو مد نظر رکھتے ہوئے ابھی تک نہ تو مزدوری کرنے والے بچوں پر اس کا کوئی خاص اثر پڑا ہے اور نہ ہی بتائی گئی تعداد کے مطابق بچے اس سے مستفید ہو سکے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Houseکا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کافی تفصیلاً جواب موصول ہوا ہے کہ پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کا آغاز سال 04-2003 کو عالمی بنک کے تعاون سے کیا گیا۔World Bank نے International Development Assistance Credit کے تحت چار سال کے لئے 100 ملین ڈالر فراہم کئے۔یہ رقم حکومت پنجاب کو دی جاتی تھی جبکہ حکومت پنجاب دیگر حکومتی شعبوں کی طرح پی۔ای۔ایس۔آر۔پی کے تحت مختلف مدوں کے لئے بجٹ مختص کرتی ہے۔اس رقم میں سے بیشتر رقم محکمہ خزانہ کے ذریعے ضلعی حکومتوں کو منتقل کی جاتی رہی۔ سال 04-2003 تا 08-2007 تک کے لئے حکومت نے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت کل 35,888.10 ملین روپے مختص کئے تھے۔ان میں سے 22,543.16 ملین ترقیاتی اور 13,344.94 روپے غیر ترقیاتی فنڈز کی مد میں آتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں اشتہاری مہم جو کہ اس کا زیادہ قابل اعتراض حصہ ہے اس پر سال 04-2003 سے لے کر 08-2007 تک -/44,43,3494 روپے خرچ کئے گئے تو یہ اس "پڑھا لکھا پنجاب" کے فراڈ میں جو کچھ پنجاب کے ساتھ اور پنجاب کے فنڈز کے ساتھ ہوا ہے اس پر اگر آپ بحث کے لئے کوئی دن مختص کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! اس پر بحث کے لئے کوئی دن ضرور مختص کیا جانا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں Business Advisory Committee کے اندر اس معاملے کو discuss کرنے کے بعد ہی کوئی دن مختص کیا جا سکتا ہے۔کل صبح Business Advisory Committee میں اس بارے میں کوئی فیصلہ کر لیا جائے۔اصل میں اس میں یہ limitation ہے کہ within three days اس پر بحث fix کرنی ہوتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس طرح کریں کہ اس کو فی الحال pending کر لیں اور جس دن آپ نے اس کے لئے بحث کا دن مقرر کرنا ہو تو اس دن آپ Business Advisory Committee میں بات کر کے یہ دن مقرر کر دیں۔اصولی طور پر یہ طے ہو گیا ہے کہ اس پر علی نور نیازی صاحب بحث کرانا چاہتے ہیں۔آپ ان سے ساری تفصیلات لے لیں، اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔فی الحال آپ اس تحریک کو جمعرات تک کے لئے pending کر لیں۔میرا خیال ہے کہ ہم جمعرات تک قانون سازی اور باقی بحث سے فارغ ہو جائیں گے۔جمعہ یا next جمعرات کا دن اس پر بحث کے لئے fix ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے اندر ایک technical and legal بات بھی ہے۔پہلی بات یہ ہے کہ اس کے لئے 62 ممبران کی sense چاہئے، جو کھڑے ہو کر کہیں گے کہ اس کے اوپر بحث کی جائے۔جب وہ کہہ دیں گے تو. That has to be within three days

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں نے تو اسی لئے کہا ہے کہ آپ اس تحریک کو آج pending فرما لیں اور جس دن House کی sense ہو جائے گی اس دن اس پر بحث fix کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو ٹھیک ہے، اس تحریک کو بدھ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! اس تحریک کو pending کیوں کر رہے ہیں، ابھی House کی sense لے لی جائے، اس کو pending کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: .Let the reply come there وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے ابھی باقی جواب دینا ہے۔وہ پرسوں تک دے دیں گے اور اس کے مطابق پھر House کی sense لے لیں

گے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 885/09 ہے۔یہ چودھری ظہیرالدین خان،جناب محمد یار ہراج،جناب محمد محسن خان لغاری،چودھری مونس الٰہی،جناب شیر علی خان،جناب محمد شفیق خان،جناب خرم نواب،ملک اقبال احمد لنگڑیال،جناب خالد جاوید اصغر گھرال،جناب طاہر اقبال چودھری،میاں شفیع محمد،سردار عامر طلال گوپانگ،ڈاکٹر محمد افضل،حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا،ڈاکٹر سامیہ امجد،محترمہ آمنہ الفت،سیدہ بشریٰ نواز گردیزی،محترمہ سیمل کامران،محترمہ خدیجہ عمر،سیدہ ماجدہ زیدی،ڈاکٹر فائزہ اصغر،محترمہ ثمینہ خاور حیات،محترمہ انبساط حامد،محترمہ زوبیہ رباب ملک،محترمہ قمر عامر چودھری،محترمہ آمنہ جہانگیر اور انجینئر شہزاد الٰہی صاحب کی طرف سے ہے۔

غیر رجسٹرڈ لیبارٹریوں کے غیر معیاری رزلٹ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" مورخہ 09-11-13 کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور میں متعدد غیر قانونی اور unregistered Testing Laboratories کام کر رہی ہیں۔ان لیبارٹریوں میں ضروری سامان بھی دستیاب نہیں لیکن بااثر افراد نے محکمہ صحت، غیر ذمہ دار ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کی ملی بھگت سے متعدد مقامات پر اپنی لیبارٹریاں سجا رکھی ہیں۔تفصیل کے مطابق اگر کسی کو Testing Laboratory بنانی ہو، پرائیویٹ ہسپتال یا کلینک کھولنا ہو تو اس کے لئے کسی ادارے سے اجازت لینے کی حاجت نہیں اور اس کے لئے لائسنس لینا بھی ضروری نہیں۔Testing Laboratory کے لئے پتھالوجسٹ کا ہونا لازم ہے۔اسے صاف شفاف ہونا چاہئے اور بعض حساس ادویہ کے لئے فریج بھی ضروری ہے۔علاوہ ازیں مائیکروسکوپ، مائیکروبیالوجی، الٹرا ساؤنڈ مشین، ایکسرے مشین وغیرہ بھی ہونی چاہئیں لیکن متعدد نام نہاد لیبارٹریوں نے ایسا کوئی تکلف نہیں کیا۔اکثر پرائیویٹ ہسپتالوں اور کلینک کے ڈاکٹروں کا Testing Laboratories سے خاموش رابطہ ہوتا ہے۔اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر لاہور جیسے بڑے شہر میں جہاں کے شہری نسبتاً بہت سمجھ دار ہیں اور جو لیبارٹری ٹیسٹ کے حوالے سے اس بات کا شعور رکھتے ہیں کہ علاج کا انحصار صحیح تشخیص پر ہوتا

ہے۔اگر وہ اس معاملے میں دھوکا کھا جائیں تو باقی لوگوں کا حال کیا ہو گا۔ساز و سامان اور مقررہ اہلیت رکھنے والے سٹاف کے بغیر لیبارٹری چلانا ایک خطرناک جرم ہے،ایسی لیباٹریاں صرف لاہور میں نہیں بلکہ پورے صوبہ میں کام کر رہی ہیں اور انہیں روکنے کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ کلینکل ٹیسٹ،الٹرا ساؤنڈ،ایکسرے اور دیگر ساز و سامان سے محروم نام نہاد لیبارٹریوں کو بلا تاخیر ختم کیا جائے۔جن کے پاس ٹیسٹنگ کا کوئی سامان نہیں وہ لیبارٹریاں بھی جلد بند ہونی چاہئیں۔اس خبر سے عوام اور مریضوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! روزنامہ "پاکستان" مورخہ 13-11-09 کی خبر کے حوالے سے یہ تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے اس میں جو حقائق بیان کئے گئے ہیں کم و بیش ان سے انکار ممکن نہیں ہے لیکن اس صورتحال کو درست کرنے کے لئے Health Care Bill پر legislation کے لئے کام شروع ہے اور وہی ایک ایسا organ ہو گا کہ جس کے قیام پذیر ہونے کے بعد ان چیزوں کو ایک مؤثر انداز سے check کیا جا سکے گا۔یہاں پر جس طرح کی صورتحال بیان کی گئی ہے تو اس کے تدارک کا وہی ایک طریقہ ہے اور اس کے لئے حکومت پنجاب بڑا actively کام کر رہی ہے اور امید ہے کہ اگر رواں session میں نہیں تو انشاء اللہ next session میں Health Care Bill pass ہونے کے بعد field میں نافذ ہو گا تو انشاء اللہ تعالیٰ ان چیزوں کا تدارک ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر جواب آ گیا ہے .Disposed of as not pressed اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 886/09 جناب علی حیدر نور خان نیازی اور محترمہ مائزہ حمید!

لاہور میں غیر رجسٹرڈ لیبارٹریوں میں میڈیکل ٹیسٹوں
کے غیر معیاری رزلٹ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر مورخہ 2009/11/13 کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور میں متعدد غیر قانونی اور unregistered Testing Laboratories کام کر رہی ہیں۔ ان Testing Laboratories میں ضروری سامان بھی دستیاب نہیں لیکن با اثر افراد نے محکمہ صحت کے غیر ذمہ دارانہ ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کی ملی بھگت سے متعدد مقامات پر اپنی Testing Laboratories سجا رکھی ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ اگر کسی کو Testing Laboratories بنانی ہو، پرائیویٹ ہسپتال یا کلینک کھولنا ہو تو اس کے لئے کسی ادارے سے اجازت لینے کی حاجت نہیں اور اس کے لئے لائسنس لینا بھی ضروری نہیں۔ Testing Laboratories کے لئے Pathologist کا ہونا لازم ہے اسے صاف شفاف ہونا چاہئے اور بعض حساس ادویہ کے لئے فریج بھی ضروری ہے۔ علاوہ ازیں Machine Microscope, Microbiology, Ultrasound Machine, X-Ray وغیرہ بھی ہونی چاہئیں لیکن متعدد نام نہاد laboratories نے ایسا کوئی "تکلف" نہیں کیا۔ علاج کا انحصار صحیح تشخیص پر ہوتا ہے۔ سازوسامان اور مقررہ اہلیت رکھنے والے سٹاف کے بغیر Testing Laboratories چلانا ایک خطرناک جرم ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک بھی اخبار کی اسی خبر سے متعلقہ ہے اس میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا کام ہے کہ وہ دیکھے۔ سیکرٹری اسمبلی سے پوچھ لیجئے میری تحاریک التوائے کار مختلف ناموں سے اس طریقے سے لائی جا رہی ہیں جس سے اسمبلی کا وقت ضائع ہوتا ہے اور اس پر لاء منسٹر صاحب جواب دے چکے ہیں، میں یہ بات record سے ثابت کر سکتا ہوں، میں نے پہلے بھی آپ کو لکھا ہے لیکن جو چیز

floor پر آچکی ہو اور اس کو ہر session میں بار بار لانا، جو لوگ یہ تیاری کر رہے ہیں وہ بھی سن رہے ہوں گے خدارا ہم پر رحم کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں basically یہ ہوتا ہے کہ جب تحاریک identical آتی ہیں تو وہ ساری رکھ دی جاتی ہیں ان میں سے جو تحریک پہلے move ہو جائے اس کو take up کیا جاتا ہے۔ آپ بتا رہے ہیں کہ آپ کی تحریک take up ہو چکی ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر نے اس کا جواب بھی دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب! یہ کیسے ہوا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ ہر رکن کا بالکل حق ہے کہ وہ floor پر انتہائی اہم issues لائے اور ہر ایک کو لانا چاہیے۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں نے اس session کے لئے جو regular Adjournment Motions دی ہیں ان کے نمبر نہیں آرہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے، اس کو دیکھ لیں گے اگر تو یہ same ہے اور پیش ہو چکی ہے تو یہ dispose of ہو جائے گی اور آئندہ اسمبلی سیکرٹریٹ اس چیز کو دیکھ لے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو کل دیکھنے والی بات نہیں اس سے پہلے میں نے جس تحریک کا جواب دیا ہے یہ تو اس سے identical ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر یہ dispose of کی جاتی ہے اور آئندہ اسمبلی سیکرٹریٹ دھیان رکھے کہ ایک جیسی تحاریک نہ لگائے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 892/09 ڈاکٹر محمد اشرف چوہان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، تو یہ disposed of ہو گئی، اس کے بعد 893/09 ڈاکٹر محمد اشرف چوہان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ بھی disposed of ہو گئی، اس کے بعد 902/09 ڈاکٹر سامیہ امجد، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ سیمل کامران، محترمہ آمنہ الفت، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب طاہر اقبال چودھری!

پی آر ایس پی کے ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کو ریگولر

نہ کرنے پر سٹاف کا احتجاج

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "وقت" مورخہ 17-11-2009 کی خبر کے مطابق Punjab Rural Doctors Association کے رہنماؤں نے کہا ہے کہ حکومت کی طرف سے PRSP میں کام کرنے والے doctors کو regular نہ کئے جانے پر پنجاب بھر کے PRSP میں کام کرنے والے doctor and para medical staff 23۔نومبر 2009 کو لاہور کی جانب مارچ کریں گے اور اگر حکومت نے انہیں regular نہ کیا تو کسی بھی انتہائی اقدام سے گریز نہیں کیا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار association کے صدر ڈاکٹر جاوید حیدر جوئیہ کے علاوہ دوسرے رہنماؤں ڈاکٹر اقبال رضا، ڈاکٹر ناصر محمود اور دیگر نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اپریل 2009 کو تقریباً 4000 doctors کو مستقل کیا گیا لیکن 6 سال سے دیہی عوام کو نامساعد حالات میں تندہی سے خدمت کرنے والے doctors and para medical staff کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اس خبر سے عوام میں اور doctors میں تشویش پائی جاتی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا لہٰذا اسے Friday تک pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک Friday تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 916/09 جناب محمد نوید انجم کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے disposed of ہو گئی۔ اگلی تحریک 921/09 چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی، جناب شیر علی خان، جناب محمد شفیق خان، جناب خرم نواب، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد، سردار عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد

افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ سیمل کامران، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر، انجینئر شہزاد الٰہی!جی۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! چودھری ظہیر الدین صاحب جاتے ہوئے مجھے حکم دے گئے تھے کہ یہ تحریک میں نے خود پڑھنی ہے تو اسے میرے آنے تک pending کروا دینا، میں نے ان کا پیغام آپ کو دینا تھا وہ میں نے دے دیا ہے۔(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تحریک کون move کریں گے؟

عدالتی مقدمات میں جعلی اشٹام پیپرز کی وجہ سے حکومتی خزانے کو کروڑوں روپے کا نقصان

سیدہ ماجدہ زیدی: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 18-11-2009 کی خبر کے مطابق لاہور، بعض اشٹام فروشوں، مخصوص وکلاء اور ریونیو حکام کی ملی بھگت سے عدالتی مقدمات میں جعلی اشٹام پیپرز لگانے کے غیر قانونی دھندے سے حکومتی خزانے کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے واضح احکامات کے باوجود اس سلسلے میں ٹھوس اقدامات نہیں کئے گئے۔ انتہائی معتبر ذرائع کے مطابق ماتحت عدالتوں میں ہونے والی مقدمے بازی میں 30 سے 40 فیصد جعلی اشٹام پیپرز لگائے جاتے ہیں جن میں زیادہ تعداد 10 سے 15 ہزار کی مالیت والے اشٹام پیپرز کی ہے۔ صوبائی دارالحکومت میں ایوان عدل ضلع کچہری اور سیشن کورٹ سے ایسے اشٹام پیپرز مخصوص وکلاء اور اشٹام فروشوں سے مل جاتے ہیں حالانکہ قانونی طور پر ایک ہزار سے زائد مالیت کا اشٹام پیپر صرف محکمہ خزانہ سے issue

کروایا جا سکتا ہے۔ اس صورتحال کے پیش نظر Treasury Officer, Lahore کی طرف سے ہائی کورٹ کو ایک درخواست بھجوائی گئی جس میں بوگس اور جعلی اشٹام پیپرز اور ٹکٹوں کی فروخت کے بارے میں نشان دہی کرتے ہوئے استدعا کی گئی ہے کہ اس دھندے میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی کی جائے۔ درخواست پر عدالت عالیہ کے ڈپٹی رجسٹرار کی طرف سے Treasury Officer, Lahore کو بھجوائے گئے جواب میں کہا گیا تھا کہ اشٹام پیپرز اور ٹکٹوں کی فروخت کے لائسنس متعلقہ ڈی سی او جاری کرتا ہے اور اس بارے check and balance بھی اس کی ذمہ داری ہے لہذا جعلی اشٹام اور ٹکٹیں فروخت کرنے والے عناصر کے خلاف ضروری کارروائی کے لئے ڈی سی او کو action لینا چاہئے۔ اس کے علاوہ عدالتی مقدمات میں استعمال کے لئے جعلی ٹکٹیں بھی فروخت ہو رہی ہیں۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے۔ اس معاملہ میں حکومت کے خزانہ کو کروڑوں روپے نقصان کے علاوہ عوام کے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب میں پچھلے اجلاس میں محترم شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے پیش کی گئی تحریک التوائے کار پر دے چکا ہوں۔ بہرحال اس ضمن میں بورڈ آف ریونیو نے بذریعہ مراسلہ مورخہ 28-10-2009 کو ٹریژری آفیسر لاہور کی چٹھی مورخہ 19-10-2009 منسلک کرتے ہوئے تمام ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان اور تمام ریونیو اتھارٹیز پنجاب کو کہا ہے کہ وہ اس کی روک تھام کریں۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے پاکستان سکیورٹی پرنٹنگ کارپوریشن کو نئی Court Fee Stamps اور Stamp Papers کی طباعت کا حکم دے دیا ہے۔ ان نئے Stamp Papers اور Court Fee Stamps میں ایسے جدید security features رکھے گئے ہیں کہ جن سے جعلسازی کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو press نہیں کیا جاتا اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک 922/09 مہر سلطان سکندر بھروانہ صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا

ہے۔ مجھے احمد خان بلوچ صاحب کی طرف سے اطلاع آئی تھی کہ ان کی تحریک التوائے کار 62/10 تھی، انھوں نے پیش کر دی تھی اس کو کل تک pending کیا جاتا ہے۔ آپ اس کا صحیح جواب دیجئے گا۔ جی، قیصر اقبال سندھو صاحب!

جناب قیصر اقبال سندھو: جناب سپیکر! میرے پاس AlHamra The Lahore Arts Council Cultural Complex Qaddafi Stadium کا ایک آرڈر ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ:

Mr. Muhammad Rafique, Driver Cultural Complex will perform his duty as General Duty Officer at Cultural Complex in addition to his own duties.

اس میں ایک ڈرائیور صاحب کو سکیل نمبر 17 میں لگا دیا گیا ہے اور چارج دیا گیا ہے۔ مجھے تو یہ شک ہے بلکہ یقین ہے کہ یہ ڈرائیور جتنی تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ یہ دو چار ماہ میں سپورٹس اینڈ کلچر کا منسٹر ہی نہ بن جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اسی محکمے کا دوسرا آرڈر ہے۔ اس میں ایک راؤ منظور حسین جونیئر کلرک ہے۔ وہ سٹینو گرافر promote ہو گیا ہے حالانکہ جونیئر کلرک ترقی کر کے سینئر کلرک ہوتا ہے، اس شخص کو بھی سٹیج مینجر سکیل نمبر 17 کا چارج دے دیا گیا ہے۔ میری استدعا ہے کہ House کی کوئی کمیٹی بنائی جائے جس میں متعلقہ منسٹر کو شامل نہ کیا جائے اور کسی دوسرے منسٹر کو شامل کیا جائے تاکہ معاملے کی تہہ تک پہنچا جا سکے کہ ایک ڈرائیور سکیل نمبر 17 میں کس طرح کام کر رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! اس کو آپ دیکھ لیں۔ اس پر متعلقہ منسٹر صاحب کو بھی بٹھا لیں۔ یہ آپ کو اس کی کاپی دے دیتے ہیں، آپ انھیں دیکھ کر پھر House کو apprise کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اختر ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں نے ایک اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ دلوانی ہے۔ ہمارے ڈاکٹروں کو وزیر اعلیٰ صاحب نے permanent کیا تھا۔ اس میں کچھ لوگوں کے clerical mistakes کی وجہ سے آرڈرز جاری نہیں ہو سکے۔ اس پر ایک سکروٹنی کمیٹی

بنائی گئی ہے لیکن وہ deliver نہیں کر رہی، ڈاکٹر اپنی ڈیوٹیاں چھوڑ کر اپنے ہسپتالوں سے آتے ہیں اور سیکرٹریٹ کے دھکے کھا کر چلے جاتے ہیں۔ یہاں پر منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں اگر اس House کے توسط سے اسے expedite کروا دیا جائے تو اس سے ان لوگوں کا وقت بچے گا اور ایک proper طریقے سے کام ہو سکے گا۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی ایک متعلقہ بات ہے کہ کچھ ڈاکٹروں کا rural area کا period count کر کے بڑے شہروں میں ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔ میری request یہ ہے کہ ایک uniform policy بنائی جائے کہ جن ڈاکٹروں کا پچھلا 10/5 سال کا period count ہوتا ہے تو وہ بے شک بڑے شہروں میں ٹرانسفر کر دیئے جائیں لیکن uniform policy ہونی چاہئے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ کسی کو ٹرانسفر کریں اور کسی کو نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر صحت!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انھوں نے بڑی صحیح بات کی ہے کہ اگر clerical mistake کی وجہ سے وہ لوگ پریشان ہیں تو یہ مجھے صحیح تفصیل فراہم کر دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو فوری طور پر take up کیا جانا چاہئے تاکہ ڈاکٹروں کی مشکلات ختم ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر صاحب! آپ وزیر صاحب سے مل لیجئے گا۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کا موجودہ اجلاس pre budget session ہے۔ ہماری pre budget proposal کے لئے تیاری بھی ہے اور آج وزیر خزانہ بھی تشریف فرما ہیں۔ میرے خیال میں اپوزیشن سے میں اور ثمینہ خاور حیات باقی تھے اور 15/10 لوگ حکومتی بنچوں کے ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ اگر وقت ہے تو ہم بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج پانی کے مسئلے پر بحث ہے اور منسٹر صاحب بیٹھے ہیں جس دن وزیر خزانہ نے wind up کرنا ہے اسی دن آپ بھی بات کر لیجئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس اجلاس کا نام pre budget session رکھا گیا تھا لیکن اس میں اتنی ساری legislation bulldoze کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم اس اجلاس کو ان کی winding up speech پر ہی ختم کریں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں نے پچھلے دنوں لاء منسٹر صاحب سے بات کی تھی کہ ملازماؤں کے بھیس میں جو جرائم پیشہ چور خواتین گھروں میں وارداتیں کر رہی ہیں جس کا شکار (ن) لیگ کی ایک معزز رکن محترمہ دیبا مرزا بھی ہو چکی ہیں میرا مسئلہ بھی اسی سے متعلقہ تھا اس کے لئے وزیر قانون صاحب نے وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ اس کے لئے کارروائی کریں گے۔ وہ مجھے کئی دفعہ دلاسہ بھی دے چکے ہیں کہ میں متعلقہ محکمے کے لوگوں سے بات کروں گا لیکن ابھی تک جواب ندارد ہے۔ یہ ایک ٹولہ ہے جن کے جرائم میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ میری اس حوالے سے استدعا تھی کہ اس کے اوپر جب تک سنجیدگی سے کام نہیں کیا جائے گا تو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال دن بدن خراب ہو گی۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ نے پنجاب اسمبلی کے درجہ چہارم کے ملازمین کے کوارٹروں کے حوالے سے مہربانی فرمائی تھی۔ آپ سے ایک دفعہ پھر یاددہانی کے لئے گزارش ہے کہ پیپلز ہاؤس کے کوارٹرز بڑے خستہ حال ہیں، ان کی حالت زار بہت ہی خراب ہے جس بناء پر کسی بھی وقت کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے۔ آپ سے گزارش تھی کہ اس کے لئے بھی جلد از جلد کارروائی کے لئے کوئی نہ کوئی ruling دیں کہ اس معاملے کو کتنی دیر میں حل کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کمیٹی میں آپ بھی موجود تھیں اس میں جو کام ہو رہا ہے میرے خیال میں ایک دو دن میں اس کی میٹنگ بلائیں گے۔ مہر اشتیاق صاحب کی سربراہی میں کمیٹی کو بھیج رہے ہیں کہ وہ سب کچھ دیکھ کر رپورٹ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں نے ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی، جس پر منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ اس کا جواب دے دیں گے اس کا نمبر بھی لگ کر آ گیا تھا۔ اس تحریک التوائے کار میں معاملہ یہ اٹھایا گیا تھا کہ ملتان روڈ کو کشادہ کیا جانا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کشادہ نہیں ہو رہی۔ آپ اس سلسلے میں منسٹر صاحب سے مل لیں۔ اس پر پالیسی change ہو چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اگر جواب آجاتا تو زیادہ اچھی بات تھی۔لاء منسٹر بتا دیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گھرال صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

گجرات پولیس کے تھانیدار کا ریلوے پولیس چوکی پر حملہ

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک چھوٹے سے معاملے پر آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے ایک request کرنا چاہتا ہوں کہ اُن کی پولیس کچھ زیادہ بے لگام ہو چکی ہے۔ گجرات پولیس کے ایک تھانیدار نے ریلوے پولیس چوکی پر حملہ کر کے ڈکیتی کیس میں گرفتار اپنے بھائی سمیت دو ملزمان چھڑوا لئے۔ ریلوے پولیس چوکی کی گجرات میں زیر حراست ملزمان احسان اللہ اور خلیل یوسف سے تفتیش کی جا رہی تھی کہ اچانک ASI سارک بھٹی نے ساتھیوں سمیت ہلہ بول دیا۔ حملہ آوروں نے ریلوے پولیس چوکی کے ملازمین کو زدوکوب کیا اور فائرنگ کی۔ لاء منسٹر صاحب سے request ہے کہ اس طرح کے واقعات کا وہ ازخود notice لیا کریں اور اپنے RPO, SSP اور IG صاحب سے سختی سے جواب لیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں گھرال صاحب کا بڑا valid point ہے اور آمنہ الفت صاحبہ بھی آپ سے بڑی دیر سے جواب مانگ رہی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! گھرال صاحب نے بڑا valid point raise کیا ہے اور یہ معاملات گجرات سے متعلقہ ہیں تو میں نے اُس ASI کا سارا ریکارڈ نکلوا لیا ہے کہ اُس کو کس نے رکھا تھا اور کس طرح سے وہ پولیس میں داخل ہوا؟

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ کس طرح کی بات کر رہے ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! اب وہ پنجاب گورنمنٹ کا ملازم ہے لہذا یہ اُس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:.No cross talk, no cross talk please گھرال صاحب! انہیں جواب دینے دیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں نے گھرال صاحب کی بات خاموشی سے سنی ہے۔ یہ جو خبر پڑھ رہے ہیں اس حوالے سے میں اخبار اور اس سے متعلقہ توجہ دلاؤ نوٹس کو entertain کر رہا ہوں۔ اُس اے ایس آئی جس نے اپنے ساتھی پولیس کانسٹیبل سمیت حملہ کیا تھا، اُس کا شجرہ نسب نکال لیا ہے اور جس ڈاکو کو چھڑوایا ہے تو اُس سپاہی کا بھی پورا شجرہ نسب نکال لیا ہے لیکن اس کا جواب چونکہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہوا ہے اس لئے میں یہاں پر تو نہیں لیکن باہر جواب دے دوں گا۔ آپ کا سوال آگیا ہے جس کے بارے میں سب کچھ میں آپ کو بتادوں گا کہ گجرات میں یہ سارا کچھ کیوں ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے point کا جواب بھی ابھی تک نہیں آیا۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آمنہ الفت صاحبہ نے جو پوچھا ہے آپ نے اس حوالے سے نہیں بتایا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنی بہنوں آمنہ الفت صاحبہ، خدیجہ عمر صاحبہ اور ثمینہ خاور حیات صاحبہ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس بات کو دوسرے معنوں میں نہیں لے رہا۔ بات یہ ہے کہ Cr.P.C کی دفعہ 397 کے تحت اگر کسی عورت سے جرم سرزد ہو اور اُس کی سزا دس سال سے کم ہو تو وہ جرم قابل ضمانت ہوتا ہے۔ اب اس میں بڑا مسئلہ یہ

پیش آرہا ہے کہ جو خواتین اس قسم کے جرم میں ملوث ہوں کیونکہ آخر یہ چوری کا جرم ہے اور اس کی سزا تین سال ہے تو جس عورت کو گرفتار کیا جاتا ہے اُس کا جسمانی ریمانڈ نہیں لیا جاتا کیونکہ وہ قابل ضمانت ہے۔ باقی ان کی بات بالکل درست ہے کہ یہ خواتین گھریلو ملازمہ کے روپ میں وہاں پر ملازم ہوئیں، پھر وہاں پر چوری کا جرم کیا اور اُس کے بعد وہ بھاگ گئیں اب پولیس نے ان کے پیچھے جا کر ان کو پکڑا ہے چونکہ وہ خواتین ہیں اس لئے وہ جرم قابل ضمانت ہے۔ اُن کو گرفتار کرنے کے بعد within 24 hours عدالت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اس لئے وہ وہاں پر release ہو جاتی ہیں۔ بہر حال یہ جو ترمیم ہوئی ہے اس کے پیچھے بھی بڑی background ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی بہتر پہلو ہے اور میں کوئی otherwise بات نہیں کرتا لیکن اس مرحلہ پر ایک مجبوری بن رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب گھریلو ملازمین کو رکھنے سے پہلے پورے معاشرے کو aware ہونا پڑے گا کہ مکمل دیکھ بھال کے بعد ان لوگوں کو رکھا جائے۔ کیونکہ یہ boilable offence ہے اس لئے پولیس اُن خواتین سے recovery وغیرہ کرنے سے قاصر ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب یہ جواب دے دیں کہ اس قسم کے جو بھی گینگ پکڑے جائیں گے جن کے پیچھے بہت بڑے بڑے لوگوں کا ہاتھ ہے۔ اُن عورتوں کو آلہ کار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جس میں جیولرز بھی تھے اور وہ جیولرز کھلم کھلا ضمانتیں کروا کر پھر رہے ہیں اور اُن کے پیچھے جو مرد حضرات تھے وہ بھی اپنے علاقے میں اسی طرح رہائش پذیر ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کھڑے کر دیئے ہیں اور تسلیم کر لیا ہے کہ وہ اُس گینگ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے اور مجبور ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ایک legal lacuna ہے جس کی وہ بات کر رہے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جو مرد پکڑے گئے ہیں اُن کی شناخت بھی ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! چلیں، خواتین والی بات تو ہو گئی لیکن باقی جو مرد پکڑے گئے ہیں جن کا proof بھی ہے، اُن کا کیا بنا؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ان کی لسٹ میں چار جیولرز بھی شامل ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان مقدمات میں وہ خواتین ہی ملزم کے طور پر نامزد ہیں۔ اب اُن کے پیچھے کون کون ہے اور کس طرح سے ہے تو پھر وہ معاملہ further انکوائری کا ہے۔ اُن پر اس طرح سے grip نہیں آسکتی یعنی اس میں جتنی بھی struggle اور سختی ہو سکتی ہے وہ ہم کر رہے ہیں۔ اچھے لوگوں کو اس کام پر لگایا ہوا ہے لیکن اس میں کافی مشکل پیش آرہی ہے۔ یہ نہیں کہ بالکل ہی کچھ نہیں ہو رہا۔ اُن سے کچھ چیزیں بھی برآمد ہوئی ہیں لیکن چونکہ جس کا حلیہ مقدمے میں درج ہے، جس کا نام درج ہے، جس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ گھر سے چوری کر کے لے گئی ہے تو جب وہ link انکوائری میں سے miss ہو جاتا ہے تو پھر اس کے بعد ہم کسی کو بھی پکڑ لیں اُس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اگر پولیس کو اس طرح کھلی چھٹی دینی ہے تو پھر وہ سب لوگوں کو پکڑ لے گی اور جتنا بھی برآمد کرنا ہے وہ دُگنا برآمد کر لے گی لہذا ایسے بھی نہیں ہو سکتا اس لئے ان کیسوں میں تھوڑی مشکل پیش آرہی ہے۔ بہر حال اس میں ہاتھ کھڑا کرنے والی بات نہیں ہے، اس پر progress اور کام بھی ہو رہا ہے۔ مزید اس گینگ کے متعلق investigation ہو رہی ہے جس کا انچارج عمر ورک ہے۔ میں اُن کو کسی دن بلا کر ان کے سامنے کہوں گا کہ اس معاملے میں بھی وہ کوئی پیشرفت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری معزز ممبران سے صرف اتنی درخواست ہے کہ جب ایک معزز ممبر بات کر رہے ہوں تو باقی بیٹھ کر سن لیا کریں۔ کھڑے ہونا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ اُن سے کب ملاقات کروائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ بات کافی دیر سے ہو رہی ہے لہذا آپ ایک آدھ دن میں انہیں یہاں پر ہی بلا کر اِن کی ملاقات کروا دیں۔ محترمہ! آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں تو وہ آپ کو بتا دیں گے کہ کس دن ملاقات کروائیں گے؟ جی، گھرال صاحب!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب سے request کروں گا کہ وہ ہر بات میں صرف negative پہلو نہ نکالا کریں بلکہ اپنی post کو دیکھتے ہوئے اس طرح کے احکامات جاری کیا کریں جس کا کوئی result نکلے۔ اگر وہ کجرات کا کوئی concept رکھتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گھرال صاحب! پہلے میری بات سن لیں۔ انہوں نے جو بات کی ہے اُس کے بعد انہوں نے کچھ نہیں کہا کیونکہ اس پر already ایک تحریک التوائے کار آئی ہوئی تھی جس کو وہ دیکھ بھی رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں اس کا مکمل جواب دوں گا۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! وہ ضرور جواب دیں لیکن بات یہ ہے کہ جس طرح یہ فرمارہے ہیں کہ اُس پولیس والے کو کس نے بھرتی کیا ہے تو اب وہ پنجاب گورنمنٹ کا ملازم ہے بے شک اسے جس نے بھی بھرتی کیا ہے تو اب آپ نے ہی دیکھنا ہے کہ وہ اب کیا کررہا ہے یا کیا نہیں کررہا؟ اب اس کو دیکھتے ہوئے کہ فلاں نے سپاہی بھرتی کروایا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ وہ اُس کو دیکھتے ہوئے ہی فیصلہ کریں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب ہمیں آگے چلنا چاہئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! بڑی اہم بات ہے جو میں آپ کے notice میں لانا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا تعلق قصور سے ہے تو پھر اس میں میرا کیا قصور ہے؟ میں آپ کی توجہ بہت اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ ایشیا کا سب سے بڑا Water Treatment Plant جو کہ بند پڑا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ایک بات سنیں۔ اب اس طرح کے معاملات کو ہم پوائنٹ آف آرڈر پر تو نہیں لاسکتے۔ اس کا باقاعدہ ایک طریق کار ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! دراصل متعلقہ منسٹر کبھی کبھی نظر آتے ہیں اس لئے میں ان کی موجودگی دیکھتے ہوئے یہ بتانا چاہ رہی ہوں کہ یہ اتنے عرصے سے بند پڑا ہوا ہے کیونکہ قصور میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ دیکھنے والی بنیں کیونکہ وہ ادھر ہی موجود ہوتے ہیں اور نظر آتے رہتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ یہاں پر موجود نہیں ہوتے کیونکہ میری نظر بہت تیز ہے۔ میں بہت جلدی دیکھ لیتی ہوں اور دیوار کے اُس طرف بھی دیکھ لیتی ہوں لیکن میں آپ کے توسط سے ان کے notice میں یہ لانا چاہتی ہوں کہ ایشیا کا سب سے بڑا Water Treatment Plant جو بند پڑا ہوا ہے۔ خدارا اِس کو جلد از جلد operational کرایا جائے کیونکہ قصور میں پانی کا بہت شدید مسئلہ ہے۔ آپ کی مہربانی ہو گی اس پر implementation کروا دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کون سے منسٹر صاحب کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے یہ سوال پوچھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ نے کہا ہے کہ منسٹر صاحب بیٹھے ہیں لہذا آپ بتائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آج ہمیں اتنے زیادہ منسٹر نظر آ رہے ہیں تو شاید انہی میں سے ہی کوئی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کہا ہے کہ بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے میں یہ سوال اٹھا رہی ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا مطلب تھا کہ شاید یہ محکمہ راجہ ریاض صاحب کا ہے لیکن میرے بھائی نے اشارے میں کہا ہے کہ نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ معاملہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا ہے اور وہ شاید ملک ندیم کامران صاحب کا ہے۔ کیونکہ کبھی کبھی نظر آنے والے لوگ ہیں اور ہمیں تو معلوم ہی نہیں کہ کس کو کون سا محکمہ دیا گیا ہے، کون سا منسٹر کس محکمے پر فائز ہے کیونکہ ایک منسٹر کے پاس پانچ پانچ، چھ چھ وزارتیں ہیں کس کے پاس یہ وزارت ہے؟ لہذا آپ ہی بتا دیجئے کیونکہ آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں جس کے پاس بھی یہ وزارت ہے خدارا اس پر implementation کروا دیں۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ پوچھنا تھا کہ آپ نے جو ایک گھنٹہ بڑھایا ہے کیا یہ صرف اس طرف کے لئے بڑھایا ہے یا ہمارے لئے بھی کچھ ٹائم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے سنا نہیں۔ آپ کیا فرما رہے ہیں؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! آپ نے جو House کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا ہے، کیا یہ گھنٹہ صرف اُن کے لئے بڑھایا ہے یا ہمارے لئے بھی کچھ وقت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! جب سے اجلاس شروع ہوا ہے آپ نے اِدھر دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا اور صرف اُدھر ہی دیکھتے جا رہے ہیں اور اُن کی ہی باتیں سنتے جا رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پہلے ہی تین گھنٹے دیر سے اجلاس شروع ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اب کافی پوائنٹ آف آرڈر ہو گئے ہیں۔ میں ابھی تھوڑی دیر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا بڑا اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں! لیکن اب یہ آخری پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ پلیز! مختصر بات کیجئے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! فیروز پور روڈ پر پچھلے تین سال سے جو ریڑھی بان اپنی ریڑھیاں لگا کر اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔ کمشنر لاہور نے ایک آرڈر جاری کیا اور ان کو بتائے بغیر ان کی ریڑھیوں کو اٹھوا دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس حوالے سے آپ وزیر قانون صاحب کو مل لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ میری پوری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم نے House میں بحث کا وقت رکھا ہوا ہے۔ آپ وزیر قانون کو مل لیں اور ان سے بات کر لیں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! last time وزیر اعلیٰ صاحب House کو بتا کر گئے تھے کہ وہ Monday کو وزیر اعظم سے ملیں گے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ انہوں نے اتنا بڑا initiative لیا ہے۔ ہمارا پنجاب زرعی صوبہ ہے اور پانی ہمارے لئے life line کی حیثیت رکھتا ہے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم یہ debate اس وقت شروع کریں گے جب ہمارے Leader of the House یہ debate open کریں گے اس لئے میں کورم پوائنٹ آؤٹ کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پوائنٹ آؤٹ کیا گیا ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اس لئے اجلاس بروز منگل مورخہ 16۔فروری 2010 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔